حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دارالعرفان ۔ منارہ ۔ ضلع چکوال

ایجاد مذہب شیعہ

جس میں

کتب مذہب شیعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیاد کسی دشمن اسلام نے رکھی ہے یہ مذہب نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا اور نہ بارہ اماموں سے چلا مذہب حق اہل سنت والجماعت ہے، اس کے سوا سب مذاہب باطل ہیں

مصنفہ

مناظر اسلام حضرت العلام اللہ یار خان صاحب رحمہ اللہ

منارہ ضلع چکوال

(پاکستان)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد

جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل کرنا چاہا اور اپنی تمام نعمتیں مخلوق پر پوری کرنی چاہیں اور ہدایت اور رضامندی کا دروازہ کھولنا چاہا اور ہر قسم کی نبوّت تشریعی اور غیر تشریعی کا دروازہ بند کرنا چاہا۔ تو حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کو مبعوث فرمایا۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منصب رسالت کو اس طرح ادا فرمایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، آپ نے اس جاہل قوم میں آکر تبلیغ و دعوتِ الی اللہ شروع فرمائی، تو جناب کے شاگردوں اور مریدوں کا ہجوم ہوا، اپنے مریدوں کو عقائد و اعمال حلال و حرام سکھلاتے اور ان کے نفوس کا وہ تزکیہ فرمایا جس کی مثال سابقہ انبیاء میں بھی تلاش کرنی ناممکن ہے جب دین ہر طرح سے مکمل ہوگیا۔ اور دین میں فوج در فوج لوگ داخل ہوگئے، اور جب آپ اپنے منصب کو ادا کر چکے تو داعی اجل کو لبیک فرماتے ہوئے رفیقِ اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء جس وقت آپ نے دُنیا فانی کو ترک فرمایا تو آپ کے شاگردوں کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ کئی ہزار پر مشتمل تھی بقول ڈاکٹر اسپرنگر چار لاکھ تھی آپ سے حدیثیں نقل کرنے

والوں کی تعداد مردوں عورتوں کی جیسا کہ اصابہ کے صفحہ ۱۱-۱۲ پر موجود ہے۔

تعداد رواۃ توفی النبی ﷺ ومن سمع منه زیادة علی مائة الف انسان من رجل وامراة کلھم قد روی عنه سماعا وروایة۔

رواۃ کی تعداد جنہوں نے نبی کریم سے حدیثیں سنی ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد تھے مرد و عورت تمام نے نبی کریم سے سُن کر حدیثیں بیان فرمائیں اور کوئی دوسروں سے سُن کر۔

اس مقدس جماعت کے اندر کوئی ذرہ بھر اختلاف نہ تھا تمام کا ایک ہی عقیدہ تھا۔ جو عقیدہ آج اہل سنّت والجماعت ہی کا ہے ان کے اعمال و عبادات میں بھی کوئی اختلاف نہ تھا۔ اگر تھا تو بمقتضائے فہم و رائے تھا۔ جیسا کہ خود سیدنا علی المرتضیٰؓ نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے۔ (نہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۵)

والظاھران ربنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدة ولا نستزیدھم فی الایمان باللہ والتصدیق برسول اللہ ولا یستزیدوننا الامر واحد۔

ظاہر بات ہے کہ امیر معاویہؓ وغیرہ کا اور ہمارا رب ایک ہے نبی ایک ہے۔ اسلام ایک ہے۔ ہم ان سے ترایمان میں زائد ہیں بات ایک ہے۔

اس کلام سے واضح ہے کہ حضرت علیؓ کا مذہب دیگر صحابہؓ سے کوئی علیحدہ نہ تھا ورنہ امیر معاویہؓ کے ایمان کو اپنے ایمان کے برابر نہ فرماتے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ شیعہ نہ تھے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اس وقت تک صحابہ کرامؓ میں اصولی اختلاف کا وجود تک نہ تھا۔ البتہ معمولی عمل میں تھا جیسا کہ دمِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں اختلاف ہوا۔

علیٰ ہذا القیاس اس مقدس جماعت میں نہ کوئی جبری تھا، نہ قدری تھا، نہ معتزلی تھا نہ خارجی تھا اور نہ رافضی تھا، کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

لگایا تھا مالی نے ایک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

حضرات شیعہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ اس مقدس جماعت میں اور آپ کے زمانہ میں صرف چار آدمی شیعہ مذہب کے تھے مگر وہ بھی تقیہ کر کے اندر دل میں تو شیعہ تھے اور بظاہر سُنی ہی تھے اور خلفائے ثلٰثہ کے ہاتھ پہ بیعت کر لی تھی اور مرید بن کر حلف وفاداری دیدی تھی کہ ہم آپ کے کسی امر میں مخالفت نہ کریں گے۔ جیسا کہ خود حضرت علیؓ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی کوئی مخالفت نہ کی۔ اور بیعت پر قائم رہے جیسا کہ احتجاج طبرسی جو شیعہ کی چوٹی کی کتاب ہے کے صفحہ ۴۹ پر ہے۔

ما من الامة احدٌ بایع مکرھا غیر علی و اربعتنا۔

امت محمدیہ سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت خوشی سے نہ کی ہو سوائے علیؓ اور چار آدمیوں ہماروں کے۔

فائدہ:۔ بہرحال اگر شیعہ کے ان توہینی خرافات کو ہم مان بھی لیں تو یہ تو ثابت ہوا، کہ بظاہر یہ پانچ بھی سنی مذہب کے مطابق قول و اقرار عمل و عبادت کرتے تھے، یا کہیں کہ معاذ اللہ ان کی طرح یہ پانچ شیعہ بھی مرتد ہو گئے تھے، اسی رنگ میں رنگے گئے تھے جب پیر و مرشد مسلمان نہ تھا تو مرید کب مسلمان ہوگا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

شیعہ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ بعد وفات رسولؐ تمام صحابہ مرتد و کافر ہو گئے تھے "سوائے تین آدمیوں کے" پوچھا گیا وہ کون تھے "تو فرمایا مقداد اور سلمان اور

ابوذر۔

عن ابي جعفر قال كان الناس اهل الردہ الاثلاثة فقلت ومن الثلاثة

فقال المقداد بن الاسود وابوذر الغفاری وسلمان الفارسی۔

امام باقر فرماتے ہیں کہ تمام آدمی مُرتد ہوگئے تھے صرف تین بچے تھے راوی نے سوال

کیا وہ کون تھے؟ تو فرمایا مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ (رجال کشی ص۱ مطبوعہ بمبئی)

فائدہ:۔ شیعہ کی اس روایت نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ و حسنین شریفین و اہل بیت

تک ہاتھ صاف کئے

اور شیعہ نے جوش وغضب میں تبرا کا خوب حق ادا کیا۔

فصل الخطاب مطبوعہ ایران کے ص۱۰۹ پر ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے

رسول کریم سے اتنا علم حاصل کیا تھا جس سے نفاق پر پردہ پڑ جائے نہ غیر کی تبلیغ کی خاطر۔

فاخذوا منه العلم بقدر ما يحفظون به ظاهرهم ويستترون به

نفاقهم وهذا عند الامامية اوضح من النار۔

صحابہ کرامؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا علم سیکھا تھا، جس سے ان کے نفاق پر پردہ پڑ جائے،

اور اپنے ظاہر کی حفاظت کر سکیں یہ بات شیعہ کے نزدیک آگ سے زیادہ روشن ہے۔

فائدہ:۔ اول تو شیعہ کے نزدیک صحابہؓ کے پاس علم تھا ہی نہیں اور جو علم تھا وہ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔ وہ بھی بوجہ مرتد ہو جانے کے تمام

کا تمام ضائع ہو گیا۔

سوال شیعہ:۔ چار پانچ آدمی جو بچے تھے رسولی علم ان کے پاس محفوظ تھا۔

جواب اوّل:۔ میں تمام دنیا کے شیعہ کو بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں کہ ان

تینوں آدمیوں سے متصل روایت جو مرفوع ہو نبی کریم ﷺ تک ایک ایک آدمی سے پانچ پانچ روائتیں پیش کریں جو اس طرح ہوں۔

عن سلمان او عن ابی ذر الغفار او عن المقداد بن الاسود عن رسول اللہ ﷺ

سلمان یا ابوذر غفاری یا مقداد نے رسول ﷺ خدا سے یوں نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا
چلو پیش کرو۔ جب آپ نے ان سے پانچ روائتیں مرفوع رسول خدا سے نہیں پیش کر سکتے تو پھر انہوں نے مذہب شیعہ کو رسول خدا ﷺ سے کیسا نقل کیا تھا؟

جواب دوم:۔ خود ان تین حضرات کا یہ حال تھا کہ اپنے عقائد، دل کی بات اپنے بھائی ہم مذہب کو بھی نہ بتاتے تھے۔ اگر ایک دوسرے کو بتاتا تو یقیناً ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ورنہ فتویٰ کفر کا ایک دوسرے پر لگا دیتے دیکھو اصول کافی صفحہ ۲۵۴۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ذکرت التقیۃ یوما عند علی بن الحسین فقال واللہ لو علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقتلہ ولقد اخار رسول اللہ ﷺ بینھما فما ظنکم بسائر الخلق۔

ابی جعفر صادقؒ سے ہے کہ ایک دن امام زین العابدین کے پاس تقیہ کا ذکر ہوا پس فرمایا امام نے قسم خدا کی اگر ابوذر کو سلمان کے دل کی بات معلوم ہو تو اس کو قتل کر دے البتہ محقق بات ہے نبی کریم ﷺ نے دونوں کو بھائی بنایا تھا پس کیا خیال ہے تمہارا باقی مخلوق کے ساتھ۔

اور یہی روایت رجال کشی کے صفحہ ۱۲ پر موجود ہے۔
اور فتویٰ کفر والی روایت رجال کشی کے صفحہ ۷ پر موجود ہے۔

عن ابی بصیر قال سمعت اباعبد اللہ بقول رسول اللہ ﷺ یا سلمان

لو عرض علمك علی مقداد لکفر یا مقداد لو عرض علی سلمان لکفر۔

ابی بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ رسول خدا نے فرمایا اے سلمان اگر تمہارا علم یعنی دل کی بات مقداد کو معلوم ہو جائے تو مقداد کافر ہو جائے۔ اے مقداد! اگر تمہارا حال دل کا سلمان پر پیش کیا جائے تو سلمان کافر ہو جاتے۔

فائدہ: یہ حال تھا ان دونوں بھائیوں کا بھائی بھی وہ جن کو رسول خدا ﷺ نے بھائی بھائی بنایا تھا پھر باقی اَیرے غیرے شیعہ کا کیا پوچھنا۔ اے حضرات شیعہ! جب ان کی یہ حالت تھی کہ اپنا عقیدہ اپنے بھائی کے سامنے زبان پر نہ لاتے تھے تو غیر کو یہ کب بتاتے تھے۔ اگر غیر کے سامنے پیش کرتے تو وہ یقیناً بجائے ایمان کے کافر و اکفر ہو جاتے۔ یہ عقائد ان کو یقیناً رسُول ﷺ نے سکھائے تھے اور بہت سے ایسے خراب اور متضاد عقیدے تھے جن کا انجام قتل و فتویٰ کفر پر تھا۔ اے شیعہ صاحبان! فرمایئے، انہی سے دین شیعہ نقل ہو کر آیا ہو گا؟ یہ تھا حال صحابہ کرام کا شیعہ مذہب میں۔ کہ جس دین کو رسول لے کر آیا تھا وہ ہرگز ہرگز دنیا میں نہیں پھیلا۔

اے علماء شیعہ! آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ رسول ﷺ سے چلا ہے رسول ﷺ نے اس مذہب کی تعلیم دی۔ آپ کے عقدے سے تو کوئی مذہب ہی رسول ﷺ کا ثابت نہیں ہو سکتا شیعہ کا بیان، پس جو دین نبی کریم ﷺ نے پیش کیا تھا وہ ضائع ہو گیا۔ اول راوی چشم دید گواہ سب بے کار ثابت ہوئے ہیں بشیعہ کو یہ بھی اقرار ہے کہ حضرت علیؓ موت تک کوئی حکم خلاف خلفائے ثلثہ کے جاری نہ کر سکے۔ اور یہ بھی کہ آپ کے شاگرد بہت کم تھے۔ جیسے کہ رجال کشی کے صفحہ۶ پر موجود ہے۔ کہ میدان قیامت میں جناب علیؓ کے ساتھی صرف

چار آدمی ہوں گے، باقی دوزخی ہوں گے۔ اول تو کوئی علیؓ کے عقیدہ کا آدمی پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ ان کی خلافت میں۔ اگر ہُوا تو حضرت علیؓ اس سے بیزار ہو جائیں گے قیامت کے دن جس سے علیؓ بے زار ہُوا ہم ان کے دین و مذہب سے بیزار ہیں۔ اور ان کی روایت سے بھی بے زار نیز جب خود حضرت علیؓ نے خلفائے ثلاثہ کے مذہب کے خلاف کوئی بات اپنے زمانے خلافت میں نہ فرمائی، تو ان چار کو سُنی مذہب کے خلاف شیعہ مذہب کی کب تعلیم دی ہو گی؟ اگر شیعہ میں غیرت ہے تو اپنے مذہب پر ان چاروں سے، وہ حضرت علیؓ سے اور حضرت علیؓ رسولِ خدا ﷺ سے اس طرح کی روایت پیش کریں افسوس کہ روایات تو لیں زرارہ و ابوبصیر سے اور نام لیں رسولِ خدا ﷺ کا۔ دیکھو رجال کشی صفحہ ۶ مذکورہ۔

ثم ینادی مناد این حواری علی بن ابی طالب وصی محمد بن عبد اللہ رسول اللہ فیقوم عمر بن الحمق الخزاعی و محمد بن ابی بکر و میثم بن یحیی التمار مولی بنی اسد واویس القرنی۔

پھر منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ کہاں ہیں حواری علی ابن ابی طالب کے جو کہ وصی رسول اللہ ﷺ کا تھا؟ پھر عمرو بن الحمق خزاعی اور محمد بن ابی بکر اور میثم بن یحییٰ التمار مولیٰ بنی اسد کا اور اویس قرنی کھڑے ہوں گے۔

ف:۔ اویس قرنی کا خواہ مخواہ نام لے لیا۔ باقی عمرو بن الحمق اور میثم اور محمد بن ابی بکر ان کی زبان سے پانچ حدیثیں مرفوع رسول خدا ﷺ سے پیش کریں۔ دوئم بالفرض محال ہم بقول شیعہ علیؓ کو معصوم بھی مان لیں تو آگے چل کر چار آدمی پیدا ہوتے ہیں جن سے تواتر نہیں چلتا۔ جب مذہب ہیں تواتر نہ رہا تو مذہب شیعہ باطل ہُوا۔

آگے امام حسنؓ کا زمانہ آیا، تو ان کے متبعین کی جماعت کا حال دیکھیں۔ رجال کشی کے صفحہ ۶ پر ہے: کہ امام حسنؓ کے متبع صرف دو آدمی تھے۔

ثم ینادی مناد این حواری الحسن بن علی وابن فاطمه بنت محمد بن عبد الله رسول الله فیقوم سفیان بن ابی لیلا الهمدانی وحذیفة بن ابی اسید الغفاری.

پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا کہاں ہیں حواری حسن بن علی، وابن فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ پس سفیان ابن ابی لیلا ہمدانی اور حذیفہ اسید غفاری کھڑے ہو جائیں گے

ف :۔ سفیان وہ شخص ہے جس نے امام حسنؓ کو بعد صلح امیر معاویہؓ کے مذل المومنین کہا تھا یعنی امام کے حق میں گستاخی کی تھی۔ (رجال کشی صفحہ ۱۳، ۷)

فقال له سفیان السلام علیك یا مذل المومنین۔

سفیان نے کہا اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تم پر سلام ہو۔

اصول کافی میں پورا باب باندھا ہوا ہے، کہ تمام کام بحکم خدا کیا کرتے ہیں۔ امیر معاویہؓ سے صلح بحکم خدا تھی۔ اور سفیان نے حکم خدا کی نافرمانی کی اور امام کے فعل کو ذلیل فعل کہا یہ کب مسلمان رہا ہوگا؟ اگر کوئی دین کا مسئلہ باقی تھا تو امام حسنؓ پر دین رسول ختم ہو گیا۔ امام کا ساتھی ایک آدمی رہا۔

آگے امام حسینؓ کا حال سنو! شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وفات رسول کریم ﷺ کے بعد تمام صحابہؓ مرتد اور کافر ہو گئے اور تمام دین رسول ﷺ کا صحابہ کے زمانہ میں ختم ہو گیا تھا اور ارتداد دوم۔ زمانہ حسینؓ میں طاری ہوا جو ائمہ سے کوئی خبط بے ربط چیز بچی ہوئی تھی وہ بھی اس ارتداد نے ختم کر دی۔ (رجال کشی صفحہ ۷)

ثم ینادی منادین حواری الحسین ابن علی ابن ابی طالب فیقوم کل من استشهد و

لم يتخلف۔

پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا کہ کہاں ہیں حواری حسین بن علی ابن ابی طالب کے؟ پس ہر وہ شخص کھڑا ہوگا جو ہمراہ کربلا میں شہید ہوا تھا اور پیچھے نہ رہا تھا۔

ف :۔ اس امر کو یاد رکھنا آگے کام آئے گا کہ امام حسینؓ کے متبع وہی لوگ تھے جو ان کے ہمراہ شہید ہوئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ مرتد اور غیر ناجی ہیں۔ رجال کشی کے صفحہ ۲۸ پر ہے۔

عن ابي عبدالله عليه السلام قال ارتد الناس بعد قتل الحسين صلوات الله عليه الا ثلاثة ابوخالد الكابلي ويحيى بن ام طويل وجبير بن معطم۔

امام جعفر نے فرمایا کہ بعد قتل حسینؓ کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے صرف تین بچے تھے۔ ابو خالد کابلی و یحییٰ بن ام طویل اور جبیر بن معطم۔

فائدہ :۔ اس روایت سے صرف تین آدمی استثناء فرمائے ہیں مگر حدیث منادی نے صاف بتا دیا کہ کوئی آدمی نجات نہ پائے گا۔ سوائے ان آدمیوں کے جو امام کے ساتھ شہید ہوئے ہیں لہٰذا ان تین آدمیوں کو بھی جو مرتد ہونے سے بچے ہیں دوزخی سمجھو۔ کیونکہ امام حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید نہ ہوئے تھے۔ اور نجات اسی کو ہو گی جو امام کے ساتھ کربلا میں شہید ہوا۔ جلاء العیون کے صفحہ ۲۷۴ سے بھی یہی مضمون ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے میدان میں وہی کامیاب ہوں گے جو ہمراہ امام شہید ہوئے تھے نیز رجال کشی کے صفحہ ۸۴ پر موجود ہے کہ ابو خالد کابلی نے حجاج سے بھاگ کر مکہ میں پوشیدہ زندگی بسر کی تھی۔ اور رجال کشی کے اسی صفحہ ۸۲ پر یحییٰ بن ام طویل کے متعلق لکھا ہے کہ اس کو حجاج نے قتل کر دیا تھا۔ اور کشی کے صفحہ ۸۴ پر ہے کہ ابو خالد کابلی نے مدت تک محمد بن

حنفیہ کو اپنا امام بنا رکھا تھا اور غیر امام کو امام بنانے والا شیعہ کے نزدیک کافر ہے۔

لو جناب مطلع صاف جس دین کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے وہ دوار تدادوں نے ضائع کر دیا۔ باقی ہر امام کے دو یا ایک شاگرد جو تابع تھے۔ اول تو انہوں نے رسول ﷺ سے مذہب شیعہ کا چلنا بیان ہی نہیں کیا۔ اگر بالفرض بیان کرتے بھی تو مذہب متواتر نہ رہا تو جھوٹ محض ہوا۔ اور شیعہ کو اس بات کا بھی اقرار ہے، کہ جو مذہب رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کی جم غفیر کا تھا، وہی عرب میں اور باہر ملکوں میں بھی پھیلا جیسا کہ فصل الخطاب کے صفحہ ۱۶۴ پر ہے۔

وکون کثیر من البلاد فتح خلافة عمر وتلقن اصحاب تلك البلاد سنن عمر فی خلافته من نوابه رهبة ورغبة کما یلقنوا شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله فنشاء علیها الصغیر ومات علیها الکبیر

اور فتح ہونا بہت شہروں کا زمانہ خلافت عمر میں اور سکھلائے گئے اصحاب شہروں کے عمر کا طریقہ اس کی خلافت زمانہ میں جس قدر نائب تھے عمر کے رہبتہ رغبتہ یعنی رعب سے یا خوشی سے جیسا کہ ان گاؤں کے لوگوں کو تلقین کلمہ شہادت یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گئی تھی پس اسی طریقہ پہ پیدا ہوا چھوٹا اور اسی پر فوت ہوا بڑا آدمی۔

فائدہ:۔ اسی سے دو امر ثابت ہوتے ایک یہ تمام علاقوں میں مذہب فاروقی ہی پھیلا۔ جو آج اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے اس پہ بچے پیدا ہو کر تعلیم پاتے تھے اور اسی پہ بڑے ہو کر مرتے تھے۔ اور دوم یہ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے آگے کوئی کلمہ نہ تھا۔ جیسا کہ علیؓ ولی اللہ وصی رسول اللہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایران، عراق، یمن، روم، مصر، شام، عرب، افریقہ

وغیرہ تمام سُنّی مذہب پر تھے۔ شیعہ بعد کو ہوئے۔ چونکہ ان تمام علاقوں کو عمرؓ عثمانؓ اور صدیقؓ ہی نے فتح کیا تھا۔ اور جو علاقے فتح ہوئے ان میں دین خلفاء ثلاثہ کا متمکن ہوتا گیا اور جم گیا اور مضبوط ہو گیا تھا۔ جیسا کہ خود حضرت علیؓ کا فرمان ہے نہج البلاغۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳۔

وولیھم وال فاقام واستقام حتی اضرب الدین بجرانہ۔

والی ہوا، ان کا والی یعنی حاکم ہوا مسلمانوں کا تو قائم کیا دین اور خود بھی سیدھا رہا یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا یعنی مضبوط ہو گیا۔

ف :۔ اور دُرّۃ النجفیہ شرح نہج البلاغۃ میں ہے کہ والی سے مراد فاروق ہے۔

وولیھم وال المنقول ان الوالی ھو عمر بن الخطاب۔

علمائے سے منقول ہے کہ حاکم سے مراد فاروق اعظمؓ ہے۔

ف :۔ ثابت ہوا کہ مذہب اہلِ سنّت والجماعت خلافت خلفاء میں خوب زبردست مضبوط ہو چکا تھا۔

نعم ماقال ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم (قرآن)

اور البتہ ضرور بالضرور مضبوط کر دے گا ان کے لیے دین ان کا وہ دین جس کو خدا نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔

ف :۔ بوعدہ خدائی معلوم ہوا کہ جن خلفا کا دین متمکن و مضبوط ہو گا اور جن کے زمانہ میں خوب طاقت پکڑے گا وہی خلفاء برحق ہوں گے اور باقرار شیعہ خود واضح ہو چکا ہے کہ دین جس کو خدا نے مضبوط فرمایا وہ زمانہ ثلاثہ میں مضبوط ہوا اور تمام علاقوں میں پھیلا نہ شیعہ نہ دین شیعہ اور نہ ائمہ شیعہ باقرار شیعہ تین یا دو آدمیوں سے زائد ائمہ کے زمانہ

میں پائے ہی نہ گئے تھے۔ لہذا نہ دین شیعہ کو تمکن و مضبوطی حاصل ہوئی اور نہ وہ خدا کا دین ہوا بلکہ کسی دشمنِ دین کا ایجاد شدہ ہے شیعہ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ امام حسنؓ حسینؓ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی تھی اور مان کر اپنا پیر و حاکم مان لیا تھا جس طرح حضرت علیؓ نے خلفا ثلاثہ کی بیعت کر کے ان کو اپنا پیشوا، دین و حاکم مان لیا تھا۔ رجال کشی کے صفحہ ۷۲ پر امام جعفرؓ سے مروی ہے۔

فقال معاویة یاحسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین علیه السلام قم فبایع فقام فبایع۔

معاویہؓ نے امام حسنؓ کو کہا، اُٹھ کھڑا ہو اور میری بیعت کر پس امام حسن نے بیعت کر لی پھر امام حسینؓ کو کہا کھڑا ہو اور میری بیعت کر پس امام حسینؓ نے بیعت کر لی۔

ف :- یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی کوئی شرعی حکم خلفائے ثلاثہ کے خلاف جاری نہیں کیا تھا۔ بلکہ تمام زندگی تقیہ میں بسر فرمائی۔

کیونکہ ان کا کوئی تابعدار نہ تھا جیسا کہ حدیث قیامت سے واضح ہو چکا ہے۔ باقی امام حسنؓ و حسینؓ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر کے تقیہ میں زندگی بسر کی گویا ساٹھ سال تک جو زمانہ صحابہ کرامؓ کا تھا اُن ائمہ سے دین کی کوئی بات صادر نہیں ہوئی۔ امیر معاویہؓ کی وفات ۶۰ھ میں بیس سال امام حسینؓ اور سات سال امام حسنؓ ان کے تابعدار رہے پس کر ن صحابہؓ میں وہی دینِ رسول معاذ اللہ تمام کا تمام ضائع ہو گیا۔ مگر کوئی دین و مذہب تھا تو اہلِ سنت والجماعت ہی کا تھا۔ نہ شیعہ کا۔

تقریر بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دین کو محمد رسول ﷺ نے خدا سے لے کر صحابہ تک پہنچایا تھا۔ وہ دین صحابہ کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے شیعہ کے نزدیک ضائع ہو چکا ہے

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر تین چار آدمی جو بقول شیعہ اس ارتداد سے جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد طاری ہوا تھا جو بچے تھے وہ تقیہ باز ہونے کی وجہ سے کسی کے سامنے دینِ رسول ﷺ کو پیش نہ کر سکتے تھے۔ اگر بفرض محال اس پہلے ارتداد سے جو رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد طاری ہوا تھا۔ اور تمام دین کو اس نے فنا کر دیا تھا۔ دین کی کوئی چیز بچی بھی تھی تو اس کو شہادت امام حسینؓ نے فنا کر دیا تھا۔ کیونکہ شہادت امام حسینؓ کے بعد تمام لوگ کافر و مرتد ہو گئے اور جو تین آدمی اس ارتداد سے بچے تھے وہ بھی میدانِ قیامت نجات کے مستحق نہ ہوں گے کیونکہ بقول شیعہ نجات اس کو ہو گی جو امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہو چکا تھا۔ پس ان دونوں ارتدادوں نے پورے دین کا خاتمہ کر دیا۔

اب اگر کوئی شیعہ مذہب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ دھوکا باز ہے اور لوگوں کو فریب دیتا ہے۔

اب میں قرن دوم کو لیتا ہوں جو صحابہ کے بعد باقی ائمہ شیعہ کا زمانہ تھا۔ ائمہ کیا فرماتے ہیں؟ امام زین العابدین نے "یزیدِ پلید" کی بیعت کر کے "یزیدِ خبیث" کی غلامی کا دعویٰ بھی کیا تھا کہ میں تیرا غلام ہوں۔ (روضۃ الکافی اور جلاء العیون صفحہ ۵۸۸)

یہ امام مدینہ میں رہا۔ اور گوشہ نشین ہی رہا اور امام زین العابدین امام باقر امام جعفر، ان تینوں کی قبریں جنتُ البقیع میں ہیں۔ جلاء العیون صفحہ ۶۰۲۔

نوٹ:۔ مدینہ میں رہنے والی بات کو یاد رکھنا آگے چل کر کام آئے گی۔

امام زین العابدین نے کبھی مذہب شیعہ کی تبلیغ نہ کی تھی۔ اس لیے ان سے مذہب شیعہ کی کتب میں بہت کم روایتیں ملتی ہیں۔ زیادہ تر مذہب شیعہ کی روایات

امام باقرؑ اور امام جعفرؑ سے ملتی ہیں۔ بلکہ تمام مذہب شیعہ کی سنگ بنیاد ان دو اماموں کی روائتیں ہیں۔

اب امام باقر کا حال سنو۔ (اصول کافی صفحہ ۲۹۶ نولکشور)

ثم کان محمد بن علی ابا جعفر وکانت الشیعۃ قبل ان یکون ابوجعفر وھم لا یعرفون مناسک حجھم وحلالھم وحرامھم حتی کان ابوجعفر ففتح لھم وبین لھم مناسک حجھم وحلالھم وحرامھم حتی صار الناس یحتاجون الیھم من بعد ما کانوا یحتاجون الی الناس۔

پھر محمد بن علی اباجعفر، اور شیعہ تھے کہ ان سے پہلے نہیں پہچانتے تھے احکام حج نہ حلال نہ حرام یہاں تک کہ امام باقر آیا پس اس نے شیعہ پر احکام حج وحرام وحلال کا دروازہ کھولا۔ یہاں تک کہ لوگ شیعہ کی طرف محتاج ہونے لگے مسائل میں۔ اس کے بعد کہ پہلے شیعہ لوگوں کی طرف مسائل حرام وحلال وحج وغیرہ میں محتاج تھے۔

نوٹ:۔ اس لفظ کو خوب یاد رکھنا کہ شیعہ لوگوں کی طرف مسائل دینی میں محتاج تھے ان کو کوئی علم حلال وحرام کا نہ تھا۔

دوم حلالہم وحرامہم میں ہم کی ضمیریں شیعہ کی طرف راجع ہیں یعنی شیعہ مذہب میں جو حلال وحرام ہیں، ان کا علم امام باقر سے پہلے کسی کو نہ تھا۔ نہ کوئی شیعہ مذہب کا حلال وحرام اس وقت تک بنایا گیا تھا۔

سوئم! یہ شیعہ مذہب شیعہ مذہب کے حلال وحرام خدا اور رسولؐ کے بنائے ہوئے نہیں۔ بلکہ امام باقر کے بناتے ہوئے ہیں۔ اور خدا کے حرام کو جو حرام نہ کہے اور حلال کو حلال نہ کہے، اس سے قتال حلال ہے قال تعالےٰ۔

قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الاخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله۔

ان سے لڑو جو اللہ اور آخرت کو نہیں مانتے اور نہ اللہ اور رسول کی حرام شدہ چیزوں کو حرام مانتے ہیں۔

بلکہ جو شخص حرام وحلال خود بناتا ہے، اس کو قرآن نے مشرک فرمایا ہے مگر یہ تمام باقر پر بہتان ہیں اور کذب ہیں۔ لیکن ہم کو ان باتوں سے اس رسالہ میں واسطہ نہیں ہے ہمیں تو یہ ثابت کرنا ہے کہ مذہب شیعہ امام باقر کے زمانہ تک کوئی نہ تھا۔ مذہب حرام وحلال و احکام کو کہتے ہیں جب یہ چیزیں نہ تھیں تو مذہب کہاں تھا۔ اور یہی مضمون بعینہٖ رجال کشی کے صفحہ ۲۶۷ پر بھی موجود ہے اس سے بڑھ کر علامہ دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ نے اپنی کتاب اساس الاصول کے صفحہ ۱۲۴ پر کمال کر دیا ہے۔ اس کی پوری عبارت میں نقل کرتا ہوں۔ نتائج آپ خود اخذ کر لیں۔

لا نسلم انهم كانوا مكلفين بتحصيل القطع واليقين كما يظهر من سجية اصحاب الائمة بل كانوا مامورين باخذ الاحكام من الثقاة وغيرهم ايضا مع قرينة تفيد الظن كما عرفت مرارًا بانحاء مختلفة كيف ولو لم يكن الامر كذالك لزم ان يكون اصحاب ابي جعفر والصادق لذين اخذ يونس كتبهم وسمع احاديثهم امثالها لكين مستوجبين النار وهكذا حال جميع اصحاب الائمة بانهم كانوا مختلفين في كثير من المسائل الجزئية الفرعية كما يظهر ايضا من كتاب العدة وغيره وقد عرفته

ولم یکن احد منہم قاطعا لما یرویہ الاخر فی مستمسکہ کما یظہر ایضا

کتاب العدۃ وغیرہ ولنذکر فی ہذا المقام روایۃ رواہا محمد بن

یعقوب الکلینی فی الکافی فانہا مفیدۃ لما نحن نقصدہ ونرجو من اللہ

ان نطمئن بہا قلوب المومنین یحصل لہم الجزم بحقیقۃ ما ذکرنا

فنقول قال ثقۃ الاسلام فی الکافی علی ابن ابراہیم عن الشریع بن الربیع

قال لم یکن بن ابی عمیر یعدل بہشام بن الحکم شیئا ولا یغیب ایمانہ

ثم انقطع عنہ وخالفہ وکان بسبب ذلک ان اباما لک الحضرمی کان

احد رجال ہشام وقع بینہ وبین ابن ابی عمیر ملاماۃ فی شی من الامامۃ

قال ابن عمیر الدنیا کلہا للامام من جہۃ الملک وانہ اولی بہا من الذین

ہی فی ایدیہم وقال ابو مالک کذلک املاک الناس لہم الاماحکم

اللہ بہ للامام کالفی والخمس والمغنم فذلک لہ وذلک ایضا قد بین اللہ

للامام ان یضعہ وکیف یصنع بہ فتراضیا بہشام بن الحکم وما را

الیہ فحکم ہشام لابی عمیر فغضب بن ابی عمیر وہجر ہشام بعد ذلک

فانظروا یا اولی الالباب واعتبروا یا اولی الابصار فان ہذہ الاشخاص

الثلاثۃ کلہم کانوا من ثقاۃ اصحابنا وکانوا من

اصحاب الصادق والکاظم والرضاء علیہم السلام کیف وقع النزاع

بینہم حتی وقعت المہاجرۃ فیما بینہم مع کونہم متمکنین من

تحصیل العلم والیقین من جناب الائمۃ۔

ہم نہیں مانتے کہ اصحاب ائمہ پر لازم تھا کہ یقین حاصل کریں چنانچہ اصحاب ائمہ

ی روش سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے بلکہ اصحاب ائمہ کو حکم تھا، کہ احکام دین جبر اور غیر غیر شیعہ کے
لوگوں سے حاصل کر لیا کریں بشرطیکہ کوئی قرینہ مفید ظن موجود ہو۔ جیسا کہ بارہا تم کو مختلف طریقوں
سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ امام باقر اور امام صادق کے جن کی کتابوں
کو یونس نے لیا اور ان کی حدیثوں کو سنا ہلاک ہونے والے اور مستحق دوزخ ہو جائیں اور یہی حال تمام
اصحاب ائمہ کا ہوگا۔ کیونکہ وہ بہت سے مسائل جزئیہ فرعیہ میں باہم مختلف تھے چنانچہ کتاب العدۃ
وغیرہ سے ظاہر ہے اور تم اس کو معلوم کر چکے ہو اور ان میں سے کوئی شخص اپنے مخالف کی روایت
کی تکذیب نہ کرتا تھا جیسا کہ کتاب العدۃ وغیرہ سے ظاہر ہے اور ہم اس مقام پر ایک روایت
ذکر کرتے ہیں جس کو محمد بن یعقوب کلینی نے کافی میں ذکر کیا ہے وہ روایت ہمارے مقصود کے
لیے مفید ہے اور ہم دل سے امید کرتے ہیں کہ اس روایت سے ایمان والوں کے دلوں کو اطمینان
حاصل ہوگا اور جو کچھ میں نے بیان کیا اس کے حق ہو جانے کا یقین ان کو ہو جائے گا۔ لہذا میں
کہتا ہوں کہ ثقۃ الاسلام نے کافی میں بیان کیا ہے کہ علی بن ابراہیم نے شریع بن ربیع سے روایت
کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عمیر ہشام بن حکم کی بہت عزت کرتے تھے ان کے برابر کسی کو نہ
سمجھتے تھے اور بلا ناغہ ان کے پاس جاتا تھا پھر اس سے قطع تعلق کر لیا اور اس کے مخالف ہو
گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو مالک حضرمی جو ہشام کے راویوں میں سے تھے ایک آدمی تھا
اس کے اور ابن ابی عمیر کے درمیان میں مسئلہ امامت کے متعلق گفتگو ہو گئی ابن ابی عمیر کہتے ہیں
کہ دنیا سب کی سب امام کی ملک ہے اور امام کو تمام چیزوں میں تصرف کرنے کا حق ہے ان
لوگوں سے زیادہ جن کے قبضے میں وہ چیزیں ہیں ابو مالک کہتا تھا لوگوں کی مملوک چیزیں ان ہی کی
ہیں امام کو صرف اس قدر ملے گا جو اللہ نے مقرر کیا ہے جیسا مال فی اور خمس اور غنیمت اور
اس کے متعلق بھی اللہ نے بتا دیا ہے کہ امام کہاں کہاں خرچ کرے۔ آخر ان دونوں نے ہشام

بن حکم کو اپنا پنچ بنایا اور دونوں اس کے پاس گئے ہشام نے اپنے شاگرد ابو مالک کے موافق اور ابن عمیر کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اس پر ابن عمیر کو غصہ آیا اس نے ہشام سے قطع تعلق کر دیا یعنی سلام کلام تک بند کر دیا پس اے صاحبان بصیرت عبرت حاصل کرو یہ تینوں اشخاص ہمارے معتبر اصحاب میں سے ہیں اور امام صادق اور امام کاظم و امام رضا کے اصحاب میں سے ہیں ان میں باہم کس طرح جھگڑا ہوا یہاں تک کہ باہم قطع تعلق ہو گیا باوجودیکہ ان کو قدرت حاصل تھی کہ جناب ائمہ سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرا کر علم و یقین حاصل کر لیتے۔

اسی اساس الاصول کے صفحہ ۱۵ پہ علامہ دلدار علی نے اختلاف کا اقرار کیا۔

وامتیاز المناشی بعضها عن بعض فی باب کل حدیثین مختلفین بحیث یحصل العلم والیقین بتعین المنشاء عسیر جدا وفوق الطاقة کما لا یخفی۔

ہر دو مختلف حدیثوں میں امتیاز کرنا کہ یہاں اختلاف کا سبب کیا ہے۔ اس طور پر کہ اس سبب کا علم و یقین ہو جائے ساتھ مقرر کرنے سبب اختلاف کے بہت دشوار اور انسانی طاقت سے باہر ہے جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں۔

شیخ مرتضیٰ نے فرائد الاصول مطبوعہ ایران کے صفحہ ۸۶ پر علامہ دلدار علی سے بھی بڑھ کر قدم مارا ہے۔

ثم ان ما ذکره من تمکن اصحاب الائمة من اخذ الاصول والفروع بطریق الیقین دعوی ممنوعة واضح المنع ولا اقل مما یشهد علیها ما علم بالعین والاثر من اختلاف اصحابهم صلوات الله علیهم فی الاصول والفروع ولذا اشکی غیر واحد من الاحادیث الماثورة عن

الائمة مختلفة جدا الا یکاد یوجد حدیث الا وفی المقابلته حدیث ینافیه ولا یتفق خبرا الا ویازئه مایضاده حتی صار ذلک سببا فی رجوع بعض الناقصین عن اعتقاد الحق کما صرح به شیخ الطائفة فی اوائل لتهذیب والاستبصار ومناشئ هذا الاختلافات کثیرة عبدا من لتقیه والوضع واستنتاج السامع والنسخ والتخصیص والتفسید وغیرهذا المذکورات عن الامور الکثیرة کما الوقع التصریح علی اکثرها الاخبار الماثورة عنهم اصحاب الائمة الیهم ختلاف اصحابه ما احبا بوهم بانهم قد القوا الاختلاف حقنالدمائهم کمافی روایة حریز و زرارة وابی ایوب الجزار واخری اجابوهم بان ذلک من جهة الکذابین کما فی روایة الفیض بن المختار قال قلت لابی عبدالله جعلنی الله فداک ماهذا الاختلاف الذی بین شیعتهم قال فای اختلاف یافیض فقلت له انی اجلس فی حلقهم بالکوفة واکاد اشک فی اختلافهم فی حدیثهم حتی ارجع الی الفضل بن عمر فیوقفنی من ذلک علی ما تستریح به نفسی فقال علیه السلام اجل کما ذکرت یا فیض ان الناس قد اربعوا بالکذب علینا کان الله افترض علیهم ولایرید منهم غیره انی احدیث احدهم بحدیث فلا یخرج من عندی حتی یتاوله علی غیرتاویله وذالک لانهم لایطلبون بحدیثنا ویحبنا ما عندالله تعالی وکل یحب ان یدعی واما قریب منها روایة داؤد بن سرحان واستثناء القمیین

كثيرا من رجال نوادر الحكمة معروف وقصة ابن ابي العرجاء انه قال عند قتله قد دسست في كتبكم اربعة الاف حديث مذكورة في الرجال وكذا ما ذكر يونس بن عبد الرحمٰن من انه اخذ احاديث كثيرة من اصحاب الصادقين ثم عرضها على ابي الحسن الرضا عليه السلام فانكر منها احاديث كثيرة الى غير ذلك مما يشهد بخلاف ما ذكره۔

پھر یہ اس شخص نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب ائمہ اصول وفروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کرنے پر قادر تھے یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو تسلیم کرنے کے لائق نہیں کم ازکم اس کی شہادت وہ ہے جو آنکھ سے دیکھی ہوئی اور اثر سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ علیہم کے اصحاب اصول وفروع میں باہم مختلف تھے اور اسی سبب سے بہت لوگوں نے جو حدیثیں کہ اماموں سے منقول ہیں ان میں بہت سخت اختلاف ہے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی جس کے مقابل میں اس کی مخالف حدیث موجود نہ ہو یہاں تک کہ یہ اختلاف بعض کمزور خیال لوگوں کے لیے مذہب شیعہ ترک کرانے کا سبب بنا جیسا کہ شیخ الطائفہ نے تہذیب و استبصار کے اول میں بیان کیا اس اختلاف کے اسباب بہت ہیں مثلاً تقیہ کرنا ائمہ کا، اور موضوع حدیثوں کا بنایا جانا اور سننے والوں سے غلطی ہوجانی نہ سمجھنا اور منسوخ ہوجانا اور مخصوص ہونا اور ان کے علاوہ بھی بہت سے امور ہیں۔ چنانچہ ان میں سے اکثر کی تصریح احادیث ائمہ میں موجود ہے اور ائمہ سے شکایت کی کہ آپ کے صحابہ میں اختلاف بہت ہے تو ائمہ نے جواب دیا کہ یہ اختلاف ہم نے خود تم میں ڈالا ہے ان کی جان بچانے کے لیے جیسا کہ حریز اور زرارہ او ابوب جزار کی روایتوں میں ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف جھوٹ بولنے والوں کے

سبب سے پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ فیض بن مختار کی روایت میں ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کر دے۔ یہ کیسا اختلاف ہے۔ جو آپ کے شیعوں کے آپس میں ہے؟ امام نے فرمایا کہ اے فیض، کونسا اختلاف؟ میں نے عرض کی کہ میں کوفہ میں ان کے حلقہ درس میں بیٹھتا ہوں تو ان کی احادیث میں اختلاف کی وجہ سے قریب ہوتا ہے کہ میں شک میں پڑ جاؤں یہاں تک میں فضل بن عمرو کی طرف رجوع کرتا ہوں تو وہ مجھے ایسی بات بتلا دیتے ہیں جس سے میرے دل کو تسکین ہوتی ہے امام نے فرمایا کہ اے فیض یہ بات سچ ہے۔ لوگوں نے ہم پر افترا پردازی کی ہے جھوٹ بہت کی گویا خدا نے ان پر جھوٹ بولنا فرض کر دیا ہے اور ان سے سوائے جھوٹ بولنے کے اور کچھ چاہتا ہی نہیں میں ان میں سے ایک سے کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو وہ میرے پاس سے اُٹھ کر جانے سے پہلے ہی اس کے مطلب میں تحریف شروع کر دیتا ہے۔ یہ لوگ ہماری حدیث اور ہماری محبت سے آخرت کی نعمت نہیں چاہتے بلکہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ سردار بن جائے۔ اور اسی کے قریب داؤد بن سرحان کی روایت ہے اور اہل قم کا نوادر الحکمت نے بہت سے راویوں کو مستثنیٰ کر دینا مشہور ہے اور ابن ابی عرجا کا قصہ کتب رجال میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے قتل کے وقت کہا کہ میں نے تمہاری کتابوں میں چار ہزار حدیثیں بنا کر درج کی ہیں اسی طرح وہ واقعہ جو یونس بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بہت سی حدیثیں ائمہ کے اصحاب سے حاصل کیں پھر ان کو امام رضا علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے ان میں سے بہت سی حدیثیں ہیں جن کا امام نے انکار کیا ان کے علاوہ اور بہت سے واقعات ہیں جو اس شخص کے دعویٰ کے خلاف شہادت دیتے ہیں۔

فائدہ:۔ ان تینوں عبارتوں کے چند قابل قدر فوائد نمبروار حسب ذیل ہیں۔

نمبر اوّل:۔ شاگردان ائمہ باوجودیکہ قدرت رکھتے تھے۔ اور پھر وہ یقینی علم او

اصول و فروع دین یقیناً حاصل کرنا ان پر فرض نہ تھا یہ مذہب شیعہ کے عجائبات سے ہے علاء فرماتے ہیں کہ لا نسلو انھم کانوا مکلفین کہ وہ مکلف ہی نہ تھے سبحان اللہ! ہر عاقل و بالغ انسان خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو، یقین کے حصول کا مکلف ہے، مگر ائمہ کے شاگرد مکلف نہ تھے۔

کیوں صاحب! فرشتے تو نہ تھے؟ شیعہ راویوں نے جب دیکھا کہ احادیث ائمہ میں اس قدر اختلاف ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس اختلاف کو اٹھا نہیں سکتی۔ اگر یہ حدیثیں ائمہ سے مروی ہوتیں اس قدر شدید اختلاف کیونکر ہوتا؟ تو ان چلتے پرزوں نے فوری یہ جواب گھڑ لیا کہ وہ علم و یقین و احکام دین کو صرف ائمہ سے حاصل کرنے میں مکلف ہی نہ تھے ہر فاسق فاجر ثقہ غیر ثقہ سے دین حاصل کر لیتے تھے اسی طرح اصول کافی کی روایت میں کہ امام باقر سے پہلے شیعہ غیر لوگوں سے دین کے احکام حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح فرائد الاصول میں بھی کیا خوب فرمایا کہ بطریق یقین اصول و فروع دین کا حاصل کرنا ایک دعویٰ ہے جو قابل تسلیم ہی نہیں اگر بطور یقین حاصل کرتے تو شدید اختلاف نہ ہوتا من ھذا الاصول و نفروع بطریق الیقین دعویٰ ممنوعۃ واضح المنع میں عرض کرتا ہوں کہ جب خود ائمہ معصوم موجود تھے، تو پھر وہ ایرے غیرے اور ہر فاسق فاجر اور سُنی وغیرہ سے احکام دین حاصل کرنے میں کیونکر مجاز تھے؟ بتایئے! نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کبھی کسی صحابی نے رسول ﷺ کو چھوڑ کر کسی نتھو خیرا سے دین کے اصول حاصل کیے تھے؟ وہ بھی فاسق فاجر سے۔

ثانیہ: پھر شیعہ کیوں کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ سارا کا سارا ائمہ سے منقول ہے؟ یہ غلط فاحش ہے بلکہ ہر فاسق فاجر مذہب شیعہ کا بانی ہے اور وہی امام ہوا۔ امام باقر

سے پہلے جب حلال وحرام مذہب شیعہ کا موجود ہی نہ تھا تو امام باقر نے ان احکام کو کہاں سے حاصل کیا؟ اگر خود بیان کیئے تو فرمایئے کہ خاتم النبیین امام باقر ہوا نہ رسول اللہ ﷺ؟ اور اسی اساس کی صفحہ ۱۵ والی عبارت میں یہ مان لیا، کہ ائمہ اللہ و رسول کے احکام میں سے جس کو چاہتے تھے منسوخ کر دیتے تھے تو یہ حقیقتہً ختم نبوت کا انکار ہے بلکہ ائمہ ہی صاحب شریعت رسول ہوئے۔

اجی صاحب! کہو کہ ائمہ رسول سے افضل صاحب وحی تھے۔ علامہ دلدار علی فرماتے ہیں: کہ اگر شاگردان ائمہ کو اصول دین فروع دین کے حصول میں مکلف قرار دیں تو تمام شاگردان ائمہ جہنمی و دوزخی و ناری ہو جائیں، کیا عجیب بات ہے کہ اصحاب ائمہ تو خواہ کیا ہی کر دیں ان کا دوزخی ہونا امر محال ہے، خواہ کسی قدر آپس میں لڑیں۔ مگر اصحاب رسول ﷺ میں کوئی ایسا امر پیش آجائے تو کافر ہو جائیں۔

یا للعجب۔

اصحاب ائمہ لڑیں اور ترک سلام و کلام تک نوبت آجائے تو بھی شیعہ دونوں کو پیشوائے دین تسلیم کریں مگر اصحاب رسول ؐ سے معاذ اللہ ایک ہی مسلمان رہے۔

ہاں جی! شاگردان و اصحاب ائمہ نے دین ائمہ میں اتنا شدید اختلاف جس کی وجہ سے سلام و کلام ترک کر دی جائے۔ بلکہ فتویٰ لگایا جائے کیوں ہے مگر اس شق سے انکار کیا گیا کہ صرف ائمہ سے حاصل نہ کرتے تھے بلکہ غیروں سے بھی حاصل کرتے تھے۔ اگر صرف ائمہ سے تسلیم کریں تو پھر اس اختلاف کی وجہ سے وہ جہنمی بنتے ہیں۔ بہرحال ائمہ سے احکام لیں تو وہ دوزخی ہو جاتے ہیں؟

اب شق دوم کہ غیروں سے بھی حاصل کرتے تھے تو اس صورت میں بھی مذہب شیعہ

ائمہ سے نہ آیا۔ نہ ہی مذہب شیعہ ائمہ کا دین ہوا۔ نہ حق ہوا بلکہ باطل ہوا۔ نیز اس صورت میں بھی اصحاب ائمہ جہنمی ہو جائیں گے جیسا ائمہ سے حاصل کرنے میں جہنمی بنتے ہیں۔ اول تو یہ مشکل ہے کہ غیروں سے دین حاصل کریں چونکہ شیعہ کا مذہب ہے کہ اصحاب کرام رضی نے علم دین بقدر ستر نفاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا جیسا کہ فصل الخطاب کے صفحہ ۹۹ پر ہے۔

واخذوا من رسول الله بقدر ما يحفظون به ظاهرهم ويسترون به نفاقهم۔

صحابہ نے رسولؐ سے علم اس قدر حاصل کیا جس سے ان کے ظاہر کی حفاظت ہو سکے اور اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھ سکیں۔

فائدہ:۔ جب صحابہؓ کے پاس علم شریعت موجود ہی نہ تھا تو غیروں نے صحابہؓ سے کیا لیا تھا۔ جب استاذ کے پاس نہ تھا تو شاگردوں کو کب تھا؟ کہ شیعہ غیروں سے حاصل کرتے تھے۔

دوم: شیعہ مذہب کا موٹا اصول ہے کہ غیر شیعہ سے دین کی تعلیم حاصل کرنی قطعاً حرام و کفر ہے جیسا کہ کافی کتاب الروضہ اور فصل الخطاب صفحہ ۲۲ مطبوعہ ایران اور رجال کسی صفحہ ۱۱۲ میں ہے کہ علی بن سوید نسائی کو امام موسیٰ کاظم نے جواب دیا تھا، اور امام جیل میں تھا۔

واما ما ذكرت يا علي ممن تأخذ معالم دينك لا تأخذن معالم دينك عن غير شيعتنا فانك فان تعديتهم اخذت دينك من الخائنين الذين خانوا اماناتهم وتمنوا على كتاب الله جل وعلى فحرفوه وبدلوه فعليهم لعنة رسوله ولعنة ملئكة ولعنة ابائي الكرام البررة ولعنتي ولعنة شيعتي الى يوم القيمة۔

اے علی! جو تم نے دین کی تعلیم کے متعلق دریافت کیا کہ کس سے حاصل کروں؟ ہرگز ہرگز سوائے شیعہ کے دین کسی سے حاصل نہ کریں۔ پس اگر تم نے تعدی کر کے غیر شیعہ سے دین حاصل کیا تو پھر تم نے دین کو خائن سے حاصل کیا جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی خیانت کی ہے ان کو کتاب اللہ پر امانتی بنایا گیا تھا۔ انہوں نے قرآن میں تحریف کر دی قرآن بدل ڈالا ان پر خُدا کی اور رسولؐ کی ملائکہ کی میرے آباء واجداد کی میری اور میرے شیعوں کی لعنت ہو قیامت تک۔

فرمایئے! ملعون کا شاگرد خاص ملعون کے دین پر چلنے والا اور اس سے دین کی علم حاصل کرنے والا ملعون ہوا یا کون۔

باقی دین بتایئے کہ ان غیروں سے چلا جو ملعون تھے؟ پس شیعہ کے اس قول کے طابق شیعہ نے خود اپنے آپ پر ملعون ہونے کا فتویٰ دے دیا چونکہ شیعہ نے ملعون سے دین حاصل کیا، لہٰذا وہ شیعہ بھی ملعون اور وہ دین بھی ملعون ہوا کیا اب بھی یہ شُبہ باقی ہے کہ یہ مذہب شیعہ ائمہ سے چلا؟ نعوذ باللہ منہ۔

اے بیچارے شیعو! کیا مصیبت بنی؟ اگر ائمہ سے دین حاصل کرنے کا دعویٰ کریں تو دوزخی اور اگر غیر سے حاصل کرنے کا دعویٰ کریں تو خود زیر بار لعنت اور مذہب خود ملعون۔

اساس الاصول صفحہ ۱۵ والی حدیث پر بھی غور کرنا، کہ شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی اختلاف ہے اور جس کی بنا پر کفر کے فتوے جڑ جاتے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم اہل بیت کے تابع اور ان کے مذہب پر ہیں اور سُنی امتیوں کے مذہب پر ہیں لیکن شیعہ یاد رکھیں! کہ ہمارا امام صرف اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہے جو امام الرسل ہے

باقی سب مکبر ہیں۔ امام صرف رسول اکرم ﷺ ہے یہ استاد ہیں باقی بڑے عالم ہیں ہر عالم کے شاگرد اس کے تابع ہیں ان کا رُتبہ ایسا ہے جیسا شیعہ آج اپنے مجتہدوں کو دیتے ہیں۔ ہم ان ائمہ کو حلت وحرمت کا اختیار نہیں دیتے جیسے شیعہ ائمہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے لے جاتے ہیں۔

اساس الاصول کے صفحہ ۵۱ والی عبارت نے واضح کر دیا کہ ائمہ کی احادیث سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جانا طاقت انسانی سے باہر ہے یعنی کسی مسئلہ پر جو ائمہ سے نقل ہو کتب شیعہ میں موجود ہے، عمل کرنا اس مسئلہ کو ترجیح دے کر انسانی قوت سے باہر ہے اسی وجہ سے غیر مکلف ہونے کا دعویٰ کیا۔ لہذا شیعہ کا نماز روزہ، حرام حلال وغیرہ قطعاً بیکار ثابت ہوتے واللہ اعلم اماموں سے کونسی حدیث منقول ہے۔ اور غیروں سے کونسی ؟ اور اس کی تمیز چونکہ از حد مشکل ہے لہذا ان پر عمل بھی مشکل ہے۔

اور ابی العوجاء کا قصہ مشہور ہے کہ بوقت قتل اس نے اقرار کر لیا کہ چار ہزار جھوٹی روایتیں میں نے کتب شیعہ میں ملائی ہیں اور توضیح المقال جو شیعہ کی مشہور کتاب ہے اس کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ ان حدیثوں کو کتب شیعہ احادیث سے نہیں نکالا گیا۔

باقی عبارت میں یونس، ہشام علی بن عمیر اور ابی مالک جن کے فساد پر علامہ کو حیرانی ہوئی کہ یہ تین اماموں کے شاگرد تھے ان کا ہی حال سُن لو کہ اماموں کے شاگرد کس قدر نیک وصحیح عقیدہ والے تھے۔ اور ائمہ کی نگاہ میں ان کی کیا قدر تھی، ان کا شاگرد ہونا اور پھر تین ائمہ کا، علامہ دلدار علی کو مسلم ہے۔

سب سے پہلے یونس صاحب کا حال سُنو! جن کے متعلق علامہ دلدار علی کا فرمان ہے کہ امام باقر وجعفر کے شاگردوں کی کتابوں اور حدیثوں کو اس نے سمجھا تھا۔ اس کے

متعلق رجال کشی کے صفحہ ۳۰۷ پر لکھا ہے۔

کان یونس یروی الاحادیث من غیر سماع۔

یونس ائمہ کی حدیثیں بغیر سماع کے بیان کرتا تھا یعنی خود گھڑ کر اماموں کے ذمہ لگاتا ہے۔

اور رجال کشی کے صفحہ ۳۰۸ پر ہے۔

عن عبد اللہ بن محمد بن الحجال قال کنت عند الرضا و معہ کتاب یقرء فی بابہ حتی ضرب بہ الارض فقال کتاب ولد الزنا فکان کتاب یونس۔

عبداللہ بن محمد الحجال کہتا ہے کہ میں موسیٰ رضا کے پاس تھا اور امام کے پاس کتاب تھی جس کو پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ زمین پر ماری اور فرمایا کہ حرامی کی کتاب ہے اور وہ یونس کی تھی۔

اسی رجال کشی کے صفحہ ۳۰۹ پر ہے۔

ثم ضرب بہ الارض فقال ھذا کتاب ابن زان لزانیہ ھذا کتاب زندیق لغیر رشد۔

پھر امام نے کتاب کو زمین پر مار اپس فرمایا کہ یہ کتاب حرامی کی جو واسطے حرامی کے ہے یہ کتاب زندیق کی ہے جو غیر رشد پر پیدا ہوا۔

کتاب کا زمین پر مارنا تو امام کا حق تھا کہ اس میں بغیر سماع امام کے حدیثیں لکھیں تھیں جو امام پر بہتان اور جھوٹ گھڑا ہوا تھا اور ساتھ ہی حرامی بھی ثابت ہو گیا اور حرامی کی شرعاً شیعہ کے نزدیک کوئی حدیث مقبول ہی نہیں اسی واسطے اس کی کتاب زمین پر ماری۔ اب یونس کا مزید حال حسب ذیل ہے۔

رجال کشی صفحہ ۳۰۶ پر ہے

عن ابن سنان قال قلت لابی الحسن ان یونس یقول الجنة والنار لم یخلقا فقال لہ لعنة اللہ واین جنة ادم۔

ابن سنان کہتا ہے کہ میں نے امام رضا سے عرض کیا کہ یونس کہتا ہے کہ جنت دوزخ ابھی پیدا نہیں ہوئے امام نے جواب دیا اس کو کہا اس پہ خدا کی لعنت ہو آدم کی جنت کہاں ہے

اسی رجال کشی کے صفحہ ۳۰۶ پہ ہے کہ محمد ابن ابادیہ کو امام رضا نے یہ جواب دیا۔

کتب الی الحسن فی یونس فکتب فلعنہ اللہ ولعن اصحابہ

امام نے جواب دیا کہ یونس بھی ملعون اور اس کے شاگرد بھی ملعون۔

کیوں! علامہ دلدار علی صاحب یہی یونس ہے جو تمام شاگردان امام باقر و جعفر کی کتابوں کا وارث ہوا تھا؟ جس کو دوزخ سے بچاتے ہو؟ یہ تھا تین چار اماموں کا شاگرد۔ اس پہ ائمہ کرام کا جو انعام ہوا وہ سن لیا۔

باقی اب ہشام کا حال حسب ذیل ہے۔

اصول کافی صفحہ ۵۶ نولکشور، امام رضا کے پاس عقیدہ ہشام بن سالم و ہشام بن حکم و مومن الطاق و میثمی کا بیان ہوا محمد بن الحسین ان کا عقیدہ یہ تھا۔

ان ہشام بن سالم و صاحب الطاق المیثمی یقولون انہ لجوف الی السرة والباقی صمد

یہ تحقیق ہشام بن سالم و مومن طاق اور میثمی کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ ناف تک خالی ہے باقی ٹھوس مضبوط ہے۔

اسی روایت میں ان مذکورہ حضرات کا عقیدہ یہ بھی لکھا ہے۔

ان محمدا رای ربہ فی هیئة الشاب الموفق فی سن ابناء ثلثین سنہ۔

خدا کی عمر تیس سال جوان کی تھی کہ رسول نے اس کو دیکھا۔

فائدہ:۔ کیا یہی ہشام تھا جس کو علامہ دلدار علی جہنم سے بچانا چاہتے تھے؟ جو خدا کی توحید میں فاسد عقائد رکھتا تھا؟ وہی خدا کا قائل تھا؟ یہ کافر ہے یا جنتی؟

پس میں اب جرح کو ہشام پر ختم کرتا ہوں، کیونکہ ہشام ابی مالک کا استاد تھا۔ اور ابن ابی عمیر خود ہشام کو بڑا عالم جانتا تھا لہذا اس بڑے پہ ہی ختم کریں۔

پہلے میں نے لکھا تھا کہ ان کے علماء میں بڑا اختلاف ہوتا ہے اب میں اس وعدہ کو پورا کرتا ہوں اس رجال کشی کے صفحہ ۱۳۱ پر ہے کہ جعفر بن عیسٰی نے امام رضاء سے شکایت کی۔

قال له جعفر ابن عیسٰی اشکوا الی الله الیك ما نحن فیه من اصحابنا فقال وما انتم فیه منهم فقال جعفر هم والله یزید قوتا ویکفرونا ویبرؤن منا فقال علیه السلام هکذا کان اصحاب علی بن الحسین ومحمد بن علی و اصحاب جعفر وموسٰی علیه السلام ولقد کان اصحاب زرارة یکفرون غیرهم کذلك غیرهم کانوا یکفرونهم فقلت له یا سیدی نستعین بك علی هذات الشخین یونس وهشام وهما حاضران وهما ادبانا وعلمانا۔

امام رضاء کو جعفر بن موسٰی نے کہا کہ میں خدا اور آپ کی طرف شکایت کرتا ہوں اس تکلیف کی جس میں ہم اپنے شیعہ کی وجہ سے ہیں پس امام نے فرمایا کہ وہ کونسی تکلیف ہے جس میں تم ہو؟ پس جعفر نے کہا قسم خدا ہم کو وہ زندیق و کافر کہتے ہیں اور تبرا کرتے ہیں۔ پس امام نے فرمایا کہ یہی حال اما[م] زین العابدین کے شاگردوں کا اور باقر و جعفر صادق اور موسٰی کاظم کے اصحاب کا، اور شاگردان

زرارہ بقایا اصحاب ائمہ کے شاگردوں کو کافر کہتے ہیں اور باقی ائمہ کے شاگرد زرارہ کے شاگردوں
کو کافر کہتے تھے پس میں نے عرض کی کہ اے میرے سردار! ہم مدد مانگتے ہیں آپ کے ساتھ دو بزرگوں
سے کہ یونس اور ہشام ہیں ان دونوں نے ہم کو ادب و علم سکھایا۔

فائدہ:۔ غالباً مطلع صاف ہو گیا ہو گا اور مذہب شیعہ پر جو غبار تھا وہ اُڑ گیا ہو گا۔
اب قابل قدر تحفے حسب ذیل ہیں۔

اوّل:۔ معلم دین وہی یونس حرامی و ہشام جو خالص توحید باری کا منکر تھا ثابت ہوئے۔
جو خود ملعون ان کے شاگرد بھی ملعون اور ان کی تعلیم بھی سوائے لعنت کے اور کیا
ہو گی۔

ثانیا:۔ پہلے امام کی پوری تعلیم دوسرے امام کے زمانہ میں بوجہ فتویٰ کفر کے تمام ضائع
ہو گئی۔

ثالثا:۔ ہر امام کی تعلیم دوسرے امام کی تعلیم کے مخالف و متضاد ہوتی تھی ورنہ بعد والے
کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ لہذا بعد والوں کے نزدیک امام سابق کی وہ تعلیم یقینی
کفر سمجھی جاتی تھی بغیر کفری تعلیم کے فتویٰ کفر محال ہے۔

رابعًا:۔ ہر امام کے شاگرد سابقہ امام کی اقتداء و تابعداری کو واجب نہ جانتے تھے ورنہ
امام کی تعلیم پر کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ امام کی اقتداء کیا چیز ہے حدیث امام جیسا
رسول کی اتباع کیا چیز ہے۔ ایمان بالحدیث و تعلیم رسول بجائے ایمان لانے
کے جن لوگوں نے امام سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ عقائد حاصل کئے ان احادیث و
عقائد پر فتویٰ کفر جڑا گیا۔

خامسًا:۔ یہ فتویٰ دو وجہ سے خالی نہ ہو گا۔ اول یہ کہ ان عقائد و اعمال کی تعلیم خود امام

نے دی تھی یا خود ساختہ عقائد و اعمال تھے؟ اگر پہلی بات ہے تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کفریہ عقائد و اعمال کی ایجاد امام نے فرمائی تو پھر ہادی کس طرح ہوئے؟ اور ان کو امام کس طرح کہا جاتے؟ دوم اگر دوسری بات ہے تو یہ لوگ ائمہ مطہرین کے شاگرد نہ تھے نہ ہی ان کو امام مانتے ہیں بلکہ ان کا امام و استاد اپنا نفس شیطان تھا۔

انصاف سے فرمایئے! کیا انہی لوگوں سے شیعہ مذہب چل کر آج دنیا میں پھیلا جس کو مذہب ائمہ عظام کہا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں! یہ سبائی کمیٹی کے ممبروں کے تمام بہتان ہیں۔ یہ مذہب نہ ائمہ کا تھا نہ یہ لوگ ائمہ کے شاگرد تھے اور نہ ائمہ نے مذہب شیعہ کی تعلیم دی۔

سادساً: محدثین شیعہ نے تمام ائمہ کے شاگردوں کی احادیث اپنی اپنی کتابوں میں جمع کر دی ہیں۔ غضب یہ کہ متقدمین شیعہ نے جن ائمہ کے شاگردوں پر کفر کا فتویٰ دیا تھا علماء شیعہ خلف کا فرض تھا کہ ان کی حدیثیں ہرگز اپنی کتابوں میں داخل نہ کرتے۔ فتویٰ کفر سے اگر بچے ہیں تو امام تقی و نقی و امام حسن عسکری کے شاگرد بچے صرف ان کی حدیثیں نقل کرتے بھلا جن پر متقدمین شیعہ نے کفر کا فتویٰ دیا، ان کی حدیث کب قابل عمل ہے؟ جس پر آج شیعہ عمل کر رہے ہیں۔

علمائے شیعہ نے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جب دو ائمہ کی احادیث میں اختلاف پڑ جائے، تو پچھلے امام کی حدیث معتبر ہوگی اصول کافی صفحہ ۳۸ معلی بن قیس نے امام جعفر سے پوچھا، کہ جب پہلے اور پچھلے امام میں اختلاف ہو جائے تو کیا کریں۔

قلت لابی عبداللہ اذا جاء حدیث عن اولکم وحدیث عن اٰخرکم بایتہما ناخذ فقال فخذوا بہ حتی یبلغکم عن الحیی فان بلغکم عن الحیی فخذوا بہ۔

معلّٰی کہتا ہے کہ میں نے امام سے دریافت کیا کہ ایک حدیث امام سابق کی ہے۔ اور ایک حدیث بعد والے امام کی اس کے خلاف ہے تو ہم کس پر عمل کریں؟ تو فرمایا کہ جب زندہ کی حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرو۔

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ امام زین العابدین کے شاگردوں پر جو فتویٰ امام باقر کے شاگردوں نے دیا تھا، وہ ٹھیک ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے اور امام باقر کے شاگردوں پر امام جعفر کے شاگردوں کا فتویٰ علی ہذا القیاس امام موسیٰ رضا تک امام موسیٰ رضا کے شاگردوں کا فتویٰ ٹھیک مانا جائے اور سابقہ ائمہ کی تعلیم پر بدستور فتویٰ جاری رکھ کر اس تعلیم کو ردی کی ٹوکری میں ضائع کر دینا چاہیئے۔

اے حضرات شیعہ! ذرا انصاف کرو اور سُنی بھائی عبرت حاصل کریں کہ جن کے فتویٰ کفر سے ائمہ کا کوئی شاگرد نہ بچ سکا وہ اصحاب رسولؐ پر کس طرح فتویٰ نہ دیں۔

خلاصہ: یہ کہ جو دین رسول تھا، وہ بوجہ ارتداد کے امام حسینؓ کی شہادت پر ختم ہو کر دنیا سے نابود ہو گیا باقی دین جو ائمہ کا تھا وہ امام زین العابدین بن امام حسین سے لے کر امام موسیٰ رضا تک جو ساتویں امام ہیں سب کا دین بوجہ فتویٰ کفر کے ضائع و برباد ہو گیا تھا۔ لہذا شیعہ کا فرض ہے کہ امام تقی و نقی و امام حسنؑ کری سے مذہب شیعہ کا ثبوت دیا کریں یہ نہ کہیں کہ مذہب شیعہ رسول سے چلا۔

امام جعفر صادق کا حال حسب ذیل ہے اصول کافی صفحہ ۲۹۶۔

امام فرماتے ہیں، کہ اگر سترہ شیعہ مجھ کو مل جاتے تو میں جنگ کرتا۔

واللہ یا سدیر لو کان لی شیعة بعدد ھذا الجداء ما وسعنی القعود ونزلنا وعلینا فلما فرغنا من الصلواة عطفت الی الجداء فعدتها فاذا ھی سبعة عشر۔

فرمایا امام نے اے سدیر خدا کی قسم اگر ان بھیڑوں کی تعداد پر میرے شیعہ ہوتے تو ضروری جنگ کرتا یعنی جہاد جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا اور شمار کیں تو بزغالہ سترہ تھیں۔

اسی اصول کافی کے صفحہ ۴۹۶ پر امام جعفر کا فرمان موجود ہے کہ اگر مجھے تین شیعہ مل جاتے تو بھی میں حدیث کو نہ چھپاتا۔

لو انی اجد منکم ثلاثة مومنین یکتمون حدیثی ما استحللت ان اکتمھم حدیثا۔

اے ابو بصیر! اگر میں تم میں سے (جو دعویٰ شیعہ ہونے کا کرتے ہو) تین مومن پاتا جو میری حدیث کو ظاہر نہ کرتے تو میں ان میں سے اپنی حدیثیں نہ چھپاتا۔

فائدہ:۔ امام کے قول سے معلوم ہوا کہ امام جعفر کے زمانہ میں جو شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے ان تین بھی مسلمان نہ تھے اور جو کوئی تھا اس سے امام اپنا مذہب وعقیدہ پوشیدہ رکھتے تھے ظاہر نہ کرتے تھے۔

کہو صاحب! امام تو فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی حدیث کسی پر ظاہر نہیں کی تو یہ کافی استبصار، تہذیب اور من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر کے اقوال سے کیونکر بھری ہوئی ہیں۔ کیا تم اور آپ کے محدثین اس دعویٰ میں حق بجانب ہیں کہ یہ احادیث

امام جعفر کی ہیں؟ یا امام کا فرمان سچا ہے۔ کہ میں حدیثیں ظاہر نہیں کرتا؟ یقیناً امام سچا ہے! لہذا امام پر احادیث کا بہتان ہوا۔

رجال کشی صفحہ ۱۶۱ میں امام جعفر نے فرمایا کہ مجھے ایک آدمی شیعہ ملا ہے باقی کوئی شیعہ نہیں۔

کان ابوعبد الله علیه السلام یقول ما وجدت احدا یقبل وصیتی و یطیع امری الا عبدالله بن یعفور۔

امام جعفر فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں پایا جو میری وصیت کو قبول کرتا اور میرے حکم کی تابعداری و اطاعت کرتا سوائے عبداللہ بن یعفور کے۔

فائدہ:۔ جب امام کا حکم نہ مانتے تھے تو مسلمان کس بات کے تھے؟ پس ایک ابن یعفور باقی رہا۔ اس سے مذہب شیعہ متواتر نہ رہا۔ مگر اس امر کو یاد رکھنا، عبداللہ بن یعفور بھی اڑ جائے گا۔ اس کا ذکر ابھی آتا ہے، کہ یہ بھی کذاب تھا۔

یہ تھا حال ائمہ کے متبعین کا جن سے مذہب شیعہ کو چلایا جاتا ہے اب ائمہ کا حال بہ رنگ تعلیم ملاحظہ ہو کہ امام ہر مخلص سے مخلص شیعہ سے بھی تقیہ کرتے تھے۔ اور اس تقیہ بازی کو دیکھ کر انسان کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ خدا جانے ان کا اصلی مذہب کیا تھا۔ جیسا کہ اصول کافی میں ہے، کہ امام سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا تھا تو اس کو کچھ اور طرح بتایا۔ پھر زرارہ کی باری آئی۔ یہ اصول کافی صفحہ ۳۷۔

فلما خرج الرجلان قلت یا بن رسول الله رجلان من اهل العراق من شیعتکم قد یسئلان فاجبت کل واحد منهما بغیر ما اجبت به صاحبه فقال یا زرارة ان هذا خیر لنا وا بقی لنا ولکم ولو اجتمعتم علی

امی وا حدا صدقکم الناس علینا ولکان اقل بقائنا و بقائکم۔

پس جب دونوں مرد چلے گئے تو میں (زرارہ) نے کہا اے فرزند رسول! یہ دونوں مرد عراقی آپ کے پرانے شیعوں سے تھے۔ سوال کرتے ہیں پس آپ نے ہر ایک کو جواب مختلف دیا ہے۔ فرمایا امام نے اے زرارہ! بتحقیق یہ جواب ایک دوسرے کے مخالف دینا ہمارے تمہارے لیے اچھا ہے اور اس میں ہماری اور تمہاری بقا ہے اگر تم ایک مسئلہ پہ جمع ہو جاؤ گے تو لوگ تمہیں سچا سمجھیں گے ہم پہ اور یہ ہمارے لیے اور تمہارے لیے باقی رہنے میں نقصان پیدا کریگی۔

فائدہ:۔ ائمہ خود شیعہ کو جو خاص شیعہ ہوتے تھے جھوٹے مسائل بلا کسی خوف و خطرہ کے بتاتے تھے اور ائمہ خود چاہتے تھے کہ شیعہ کو لوگ کذاب کہیں۔ کوئی ان کے سچا ہونے کا اعتبار نہ کر بیٹھے سو ائمہ کو شیعہ کے نام کی ضرورت تھی مذہب و ایمان کی ضرورت نہ تھی، کہ شیعہ ایمان دار ہوں۔ ان کا باقی رکھنا مقصود تھا، خواہ ایماندار ہوں یا نہ ہوں بقول شیعہ ائمہ کو علم تھا کہ یہ وفادار نہیں اسی واسطے غلط مسائل بتاتے تھے جیسا فرمایا کہ ایک بھی مطیع نہیں ملا ورنہ حدیث نہ چھپاتا۔

زرارہ کے بعد ابو بصیر کا نمبر ہے استبصار میں خود ابو بصیر نے سنت فجر کا مسئلہ دریافت کیا، تو امام نے غلط بتایا۔

استبصار کے صفحہ ۱۴۵ پر ہے۔

عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام متی اصلی رکعتی الفجر قال فقال لی بعد طلوع الفجر قلت لہ ان ابا جعفر علیہ السلام امرنی ان اصلھما قبل طلوع الفجر فقال یا ابا محمد ان الشیعۃ اتوا ابی مسترشدین فافتاھم بالحق واتونی شکاکا فافتیتھم بالتقیۃ۔

ابوبصیر نے کہا کہ میں نے امام جعفر سے مسئلہ پوچھا کہ سنت فجر کو کس وقت پڑھوں ؟ تو ا
نے مجھے فرمایا بعد طلوع فجر کے تو میں نے عرض کی کہ امام باقر نے مجھے حکم دیا تھا کہ طلوع قبل فجر کے پڑھیں
پس امام جعفر نے فرمایا اے ابا محمد! شیعہ میرے باپ کے پاس طالب ہدایت ہو کر آتے تھے
تو حق مسئلہ بتا دیتے تھے اور میرے پاس وہ شک لے کر آتے ہیں تو میں تقیہ کر کے بتاتا ہوں۔

فائدہ :۔ امام نے شک کو زائل کرنا تھا یا الٹا شک زیادہ ڈالنا تھا، معلوم ہوا کہ
امام کے پاس تو وہ آدمی جاتا جو سابق دین کا عالم ہوتا ورنہ بجائے حق اور راہبری کے
الٹا گمراہی کے گڑھے میں ڈالتے تھے۔ ذرا انصاف کرنا! یہی مذہب ہے جس کو دنیا کے
سامنے حق بنا کر پیش کرتے ہیں ؟ بھلا کیونکر غلط مسائل نہ بتاتے، یہ شیعہ مومن نہ تھے جیسا
کہ پہلے گزر چکا ہے ائمہ کی کلام میں ستر ستر پہلو جھوٹ کا ہوتا تھا۔ ایک کلام میں اگر ستر
سامع ہوتے، تو یقینی ستر ہی جھوٹ سیکھ کر جاتے اور ایک بھی یقین حاصل کر کے نہ اٹھتا
اساس الاصول علامہ دلدار علی مجتہد اعظم کے صفحہ نمبر ۵۱ پر ہے۔

عن ابی عبداللہ انہ قال انی اتکلم علی سبعین وجہ لی فی کلھا
لمخرج وایضا عن ابی بصیر قال سمعت ابا عبداللہ یقول انی اتکلم
بالکلمۃ الواحدۃ لھا سبعون وجھا ان شئت اخذت کذا وان شئت
اخذت کذا۔

امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میں ستر پہلوؤں پہ کلام کرتا ہوں میرے لیے ان تمام پہلوؤں
میں نکلنے کا راستہ ہوتا ہے دوم ابی بصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا کہ فرماتے
تھے، میری کلام میں ستر پہلو ہوتا ہے ایک کلمہ میں اگر چاہوں تو اس کو لے لوں اور اگر چاہوں
تو اس کو لے لوں۔

فائدہ:۔ کیا کوئی مجتہد شیعہ منصف مزاج دنیا میں ہے؟ اگر انصاف سے یہ بتائے کہ جب امام کی ایک بات میں ستر پہلو ہوں اور ہر بات دوسری کے بات کے مخالف و متضاد ہوتی تھی تو ترجیح کس طرح دی جا سکتی ہے؟ یہ ایک عجیب معمہ درپیش ہے شاید کسی مجتہد شیعہ کی سمجھ میں آجائے تو وہ اس کو حل فرما دے۔

مثلاً امام نے فرمایا: "زرارہ ملعون ہے" تو اس کلام میں بھی صدق کذب کا ستر پہلو ہوا اس جملہ کے بعد فرمایا کہ زرارہ کو میں نے یعنی "اعیب زرارۃ" اب اس کلام میں بھی ستر پہلو ہوا۔ پھر مثلاً فرمایا "انا اصلی" یا فرمایا اَصُومُ اب اس کلام میں بھی ستر پہلو صدق کذب کا ہوگا مثلاً فرمایا لا الٰہ الا اللہ مُحمّد رسُول اللہ" اب اس کلمۂ توحید میں بھی ستر پہلو صدق کذب کا ہوگا.... اب آپ ہی فرمایا کہ آئمہ کا مذہب کس طرح متعین ہوگا؟ سُنّی شیعہ تو درکنار رہا، ان کا کوئی مذہب ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دلیل ان کے مذہب کے ثبوت پر شیعہ کے پاس ہے تو پیش کریں۔

مگر اے حضرات شیعہ! ان کو تقیہ باز مان کر خدا کے لیے ان بزرگوں کی توہین مت کیجیے گا ورنہ اس کلام میں تسلسل یا دور لازم آئے گا۔

شیعہ کو بھی یہ اقرار ہے کہ امام اپنی امامت سے انکار کرتے تھے اصول کافی صفحہ ۱۴۲۔

عن سعید السمان قال کنت عند ابی عبداللہ اذ دخل علیہ رجلان من الزیدیۃ فقالا لہ افیکم امام مفترض الطاعۃ قال فقال لا قال فقالا لہ قد اخبرنا عنک الثقاۃ انک تفتی وتقر وتقول بہ وتسمیھم لک فلان وفلان وھم اصحاب ورع وتشھیر وھم ممن لا یکذب فغضب ابوعبداللہ وقال ما امرتھم بھذا فلما رایا الغضب فی وجھہ خرجا۔

سعید سمان کہتا ہے کہ امام جعفر کے پاس تھا کہ دو مرد مذہب زیدیہ کے داخل ہوئے اور امام سے دریافت کیا کہ تم میں کوئی امام ہے جس کی اطاعت فرض ہو؟ سعید کہتا ہے کہ امام نے فرمایا میں نے نہیں فرمایا ان کو، ان دونوں نے کہا کہ ہم کو آپ سے بڑے بڑے ثقہ لوگوں نے خبر دی ہے کہ آپ فتویٰ دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں اور ہم ان کے نام بتاتے ہیں اور نیکی میں بڑا مبالغہ کرنے والے ہیں اور ان لوگوں سے ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے پس امام کو غضب آیا جب انہوں دیکھا تو وہ چلے گئے۔

اور یہی مضمون رجال کشی کے صفحہ ۲۶۸ پر اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

عن سعيد الاعرج قال كنا عند ابي عبد الله فاستاذن له رجلان فاذن لهما فقال احدهما افيكم امام مفترض الطاعة قال ما اعرف ذلك فينا قال بالكوفة قوم يزعمون ان فيكم اماما مفترض الطاعة وهم لا يكذبون اصحاب ورع اجتهاد و تمييز منهم عبد الله عن ابي يعفور الى ان قال فما ذنبي واحمر وجهه ما امرتهم۔

سعید اعرج بیان کرتا ہے کہ ہم ابی عبد اللہ کے پاس موجود تھے کہ دو مرد زیدیہ فرقہ کے آئے انہوں نے اجازت لی امام نے اجازت دی اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم میں کوئی امام مفترض الطاعۃ موجود ہے تو امام نے فرمایا میں نہیں پہچانتا اپنے اندر کہا کہ کوفہ میں ایک قوم ہے وہ زعم کرتے ہیں کہ تم میں کوئی امام مفترض الطاعۃ ہے اور وہ جھوٹ بولنے والے نہیں صاحب ورع و تقویٰ ہیں انہی میں سے عبد اللہ بن یعفور بھی ہیں۔ امام نے فرمایا میرا کیا قصور ہے اور امام کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا میں نے ان کو یہ حکم نہیں دیا اور نہ کہا ہے۔

اسی طرح مجالس المومنین کے صفحہ ۱۶۶ پر بھی یہی مضمون ہے۔

اس روایت میں بھی عبداللہ بن یعفور ہے اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ عبداللہ بن یعفور کی بات کو یاد رکھنا۔

جس کے متعلق امام جعفر فرماتے ہیں کہ یہ ایک مسلمان ہے۔ باقی صرف دعویٰ کے شیعہ ہیں۔

اب دیکھا، کہ عبداللہ بن یعفور بھی جھوٹ کی زد میں آگیا۔ کہ امام نے امامت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی ان کو یہ فرمایا کہ میں امام ہوں مگر کوفہ کے عبداللہ بن یعفور نے امام بنایا اور امام کو ناراض بھی کیا کہ امام اس امام کے لفظ سے غضب ناک ہوئے جس نے اہل بیت کے امام کو ناراض کیا۔ اور غصہ دلایا۔ وہ کب مسلمان رہ سکتا ہے چلو چھٹی ہوئی عبداللہ سے بھی امام دعویٰ امامت کو ذنب یعنی گناہ سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ کہ مجھے امام کہنا گناہ ہے۔

اسی طرح کتاب حق الیقین کے صفحہ ۲۱۷ پر یہ عبارت ہے۔ ائمہ طاہرین کے زمانہ میں شیعوں کے اندر ایسے لوگ بھی تھے جو ان بزرگوں کی عصمت کا اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کو نیک علما کے مرتبہ شمار کرتے تھے۔ جیسا کہ کتاب رجال کشی سے واضح ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے ائمہ طاہرین ان کو صاحب ایمان سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کی عدالت کو معتبر فرماتے تھے۔"

ثابت ہوا کہ نہ اماموں نے دعویٰ امامت کیا تھا اور نہ اماموں کی امامت کا اقرار ایمان تھا۔ ورنہ عدم اقرار کی وجہ سے ایماندار عادل نہ رہتا۔

پس معلوم ہوا کہ تمام من گھڑت مسئلہ زرارہ، ابوبصیر اور عبداللہ بن یعفور حضرات کا دعویٰ ہے۔ بھلا امام دعویٰ امامت کیسے کرتے ہ یہ امامت کا مسئلہ تو ایک راز تھا جس کا علم سوائے جبرئیل کے کسی فرشتہ کو بھی نہ تھا۔ پھر رسول کے سوا کسی کو جبرئیل نہ بتایا

تھا اور رسُول ﷺ نے علیؓ کو بتایا۔

اصول کافی صفحہ ۴۷۷۔

قال ابو جعفر علیه السلام ولایة الله اسرها الی جبرئیل واسرّها جبرئیل الی محمد فاسرها محمد الی علی واسرها علی من شاء ثم انتم تذیعون ذالك۔

امام باقرنے فرمایا امامت ایک راز تھا جو خدا نے جبرئیل کو پوشیدہ طور پہ بتایا تھا جبرئیل نے رسول کو رسول نے علی کو راز کے طور پہ بتایا۔ اور علی نے جس کو چاہا راز کے طور پہ بتایا۔ اور علی نے جس کو چاہا راز کے طور پہ بتایا اب تم شیعہ اس کو مشہور کرتے ہو۔

اور یہی مضمون رجال کسی صفحہ ۷ ۳ پر بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ امامت کا ذکر قرآن وحدیث میں تو درکنار رہا یہ تو کسی انسان کو بھی معلوم نہ تھا۔ چونکہ یہ ایک اسرار تھا اور سر پوشیدہ راز اور بھید کو کہتے ہیں لہٰذا اگر قرآن وحدیث میں ذکر ہوتا تو اسرار نہ رہتا لہٰذا قرآن یا حدیث شیعہ علماء کی امامت پر پیش کرنی غلط ہوئی۔

اب سوال تو یہ ہے، کہ پھر امامت کا مسئلہ کسی قائل نے ایجاد کیا ہے؟ یہ تو ثابت ہوگیا کہ جب امامت کا علم کسی کو نہ تھا تو مذہب شیعہ کا علم کیسے ہوگیا؟ پس زمانہ اول میں نہ امامت تھی اور نہ مذہب شیعہ تھا۔

باقی رہا یہ سوال کہ امامت کا موجد کون ہے؟ یہ خود شیعہ اقرار کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ رجال کشی کے صفحہ ۷۱ پہ ہے۔

وذکر بعض اهل العلم ان عبد الله بن سباء کان یهودیا فاسلم ووالی

عليا عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته فى يوشع بن نون وصى موسٰى بالغلو فقال فى اسلامه بعد وفات رسول الله ﷺ فى على مثل ذالك وكان اوّل من استشهد بالقول بفرض امامة على واظهر البراة من اعدائه وكاشف مخالفيه واكفرهم فمن هذا قال من خالف الشيعة اصل التشيع والرفض ماخوذ من اليهودية۔

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا پھر وہ اسلام لایا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور وہ اپنے یہودیت کے زمانہ میں حضرت یوشع بن نون وصی موسٰی کے بارے میں غلو کرتا تھا پھر اپنے اسلام کے زمانہ میں رسول کریمؐ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں غلو کرنے لگا یہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ امامت علی کے فرض ہونے کو شہرت دی اور ان کے دشمنوں پر تبرّا کیا اور ان کے مخالفوں سے کھل کھیلا اور ان کی تکفیر کی یعنی فتوی کفر لگایا اسی وجہ سے جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیعہ کی بنیاد یہودیت سے کی گئی ہے۔

فائدہ:۔ ثابت ہُوا کہ مذہب شیعہ کے دونوں رکن اعظم امامت اور تبرّا بازی اسی دشمن اسلام کی ایجاد ہے۔ اور وہی مذہب شیعہ کا بانی ہے۔

عبداللہ بن سبا یہودی خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں منافقانہ طور پر مسلمان ہوا اور خلیفہ کے دربار میں مقرب بننے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اور بڑے پوسٹ پر ملازم ہونے کی بھی کوشش کی تو بھی ناکام رہا اور اس وجہ سے اس کی خلیفہ ثالث سے عداوت پیدا ہوگئی اور ان کی بدگوئی شروع کردی آخر خلیفہ نے ان کو مصر کی طرف نکال دیا مصر جا کر اس نے اپنی جماعت تیار کی

اسی جماعت نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔ اور جنگ جمل و صفین بھی اسی حضرت کے کارناموں سے ہیں پھر اس نے یہ تبلیغ شروع کر دی کہ تینوں خلیفے ظالم اور غاصب تھے، خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا جس کو خلفائے ثلاثہ نے جبراً چھین لیا ہے۔ جب کسی نے اعتراض کیا، تو جواب دیا کہ نہیں میں تو صرف علیؓ کو تین خلفاء پر فضیلت دیتا ہوں، کسی کو کہا کہ حضرت علیؓ خدا تھا، میں ان کا نبی ہوں آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو واصل جہنم کیا۔ مگر اس کا لگایا ہوا پودا موجود تھا جنگ صفین کے بعد جیسا کہ رجال کشی کے صفحہ ۷۰ پر ہے کہ اس کے ستر شاگردوں نے حضرت علیؓ کو خدا کہنا شروع کر دیا جب روکنے سے بھی نہ رکے تو حضرت علیؓ نے فی النار کیے مگر پھر بھی اس کمیٹی کے ممبر ختم نہ ہوئے۔ ایران و عراق میں اس نے آگ پر تیل چھڑکا تھا۔ چونکہ ایران و عراق کے تخت خلفائے ثلاثہ نے الٹ کر زیر بالا کر دیئے تھے خزانے لیے گئے ان کی عورتیں باندیاں بنائی گئیں اور حکومتوں کی عزت و غرور خاک میں مل گیا تھا۔ اس لیے ان کو خلفائے ثلاثہ سے سخت عداوت تھی عبداللہ بن سباء کا منتر بھی اس ملک میں خوب چل گیا اور اس کمیٹی کے بھر بڑے بڑے ممبر پیدا ہو گئے جنہوں نے مذہب شیعہ کو خوب سراہا۔ مثلاً زرارہ، ابوبصیر محمد بن مسلم، برید بن معاویہ، عبداللہ بن یعفور، ہشام بن سالم اور مومن طاق وغیرہ ذالک جن کا ذکر عنقریب آتا ہے اور سبائی مشین کے پرزوں نے خوب موقعہ محل کی حدیثیں ڈھالنی شروع کر دیں۔

آج شیعہ عبداللہ بن سباء کے بانی مذہب شیعہ ہونے سے انکاری ہیں۔ ہاں شیعہ مذہب کو یہودیت سے مشتق ہونا مخالفین کا قول قرار دیا ہے مگر بانی مذہب

شیعہ ہونے سے انکار نہیں کیا۔ نہ ہی ان دونوں اعظم رکنوں سے انکار کیا ہے۔
چلو میں چند منٹ کے لیے مان لیتا ہوں کہ شیعہ مذہب یہودیت سے مشتق نہیں تو پھر کسی اور دشمن اسلام کو بانی مذہب شیعہ ماننا پڑے گا۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یہ مندرجہ ذیل تین مسائل جن پر مذہب شیعہ کی عمارت کھڑی ہے سوائے دشمن اسلام کے کسی غیر سے ایجاد نہیں ہو سکتے۔

یہ کہ قرآن محرف ہے۔ اس میں پانچ قسم کی تحریف ہو چکی ہے اس کی آیتیں اور سورتیں نکال ڈالی گئی ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے عبارتیں داخل کی گئیں جن کی وجہ سے کفر کے ستون اس میں قائم ہوتے ہیں۔

یہ قرآن رسول کی توہین کرتا ہے۔ اس کے حروف والفاظ بدل ڈالے گئے اس کی سورتوں اور لفظوں کی ترتیب اُلٹ پلٹ کر دی گئی، اب بجائے دین کے بے دینی کی قرآن تعلیم دیتا ہے۔

بتاؤ جب قرآن کی یہ حالت ہے تو دین اسلام میں باقی کیا رہ گیا؟

۲۔ یہ کہ تمام صحابۂ رسول ﷺ سوائے چار پانچ کے کافر، مرتد کاذب خائن ظالم اور غاصب تھے گویا باطن میں وہ چار کافر و مرتد نہ تھے مگر کاذب اور اعلیٰ درجہ کے کذاب وہ بھی تھے۔ لیکن ان کے کذب کا نام تقیہ رکھ دیا۔

پس جب صحابہؓ کی یہ حالت تھی جو رسالت کے چشم دید گواہ اور نزول قرآن کے اول گواہ ہیں، تو اب نبوّتِ رسول اکرم ﷺ دلائل نبوت، معجزات نبوت اور تعلیمات نبوت، سب مشکوک ہوئیں۔ جس واقعہ کا چشم دید گواہ صادق نہ ہو، اس واقعہ کو کون مانتا ہے؟

۴۔ یہ کہ رسول کے بعد بارہ اشخاص مثل رسول ہیں معصوم ہیں اور مفترض الطاعت ہیں ان کی اطاعت بھی مثل اطاعت رسول ہے۔ جب تک ان کی امامت پر ایمان نہ لائیں توحید ورسالت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ ان کو حرام وحلال کرنے کا اختیار ہے موت اور زندگی ان کے اپنے اختیار میں ہے ہر سال ان پر نئے احکام شب قدر کو نازل ہوتے ہیں وغیرہ ذالک۔ (اصول کافی کتاب الحجہ)

بتاؤ: یہ مسائل دشمن اسلام کے ایجاد شدہ نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرات شیعہ کے بانیان مذہب نے جب دیکھا کہ مذہب شیعہ زمانہ رسول میں تو تھا ہی نہیں، نہ اس کی کوئی سند رسول سے ملتی ہے۔ نہ ہی کوئی مسئلہ رسول سے ملتا ہے اور نہ ہی ہم حدیث کو وضع کر کے رسول سے روایت کر سکتے ہیں تو اب اماموں کا سلسلہ باقی رہا۔ اگر ان سے روایت کو گھڑیں تو مذہب سوائے معصوم ومفترض الطاعۃ کے چل ہی نہیں سکتا، تو ائمہ کی عصمت کے قائل ہو کر مثل رسول کے مانا۔ اور اس چال پر چل کر پھر از سر نو حدیثیں گھڑنی شروع کر دیں۔ پس جب حدیثیں اماموں سے گھڑی گئیں، تو یقینی طور پہ یہ ثابت ہو گیا کہ رسول کے ساتھ اس مذہب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب رہا اماموں سے اس مذہب کا چلنا، اس پر ہم بحث کریں گے کہ جن راویوں نے ائمہ سے ان کا مفترض الطاعۃ ہونا معصوم ہونا مثل رسول ہونا اور ان کا مذہب شیعہ ہونا وغیرہ ذالک نقل کر کے ہم تک پہنچایا ہے چونکہ ہم نے خود تو کسی امام کو دیکھا نہیں اور نہ ہی ان کا دعویٰ سنا صرف راویوں کی نقل ہے۔

لھٰذا اب ہم راویوں کے حالات کو دیکھتے ہیں کہ کیا وہ اس قابل ہیں کہ ان کے اقوال قابلِ قبول ہوں ؟ یا نہیں اور اماموں کا اور ان راویوں کا آپس میں کیا سلوک رہا ؟ اور اماموں نے ان کے حق میں کیا فرمایا ؟

اگر یہ سچے اور صادق ہیں تو مذہب شیعہ کا اماموں سے چلنا ٹھیک۔ اور اگر یہ جھوٹے اور کذاب ہیں تو مذہب شیعہ کا اماموں سے چلنا غلط ہے۔ حق الیقین اردو صفحہ ۱۷۳ سے قول باقر مجلسی کا میں پورا نقل کر دیتا ہوں ہر صاحب انصاف نتائج آسانی سے خود نکال لے گا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اہل حجاز و عراق و خراسان و فارس وغیرہ سے فضلاء کی ایک جماعت کثیر حضرت باقر و حضرت صادق اور نیز تمام ائمہ کے اصحاب سے تھی مثل زرارہ محمد بن مسلم ابو بریدہ ابو بصیر ہشامین حمران جیکر، مومن طاق ابان بن تغلب اور معاویہ بن عمار کے، اور ان کے علاوہ اور جماعت کثیرہ بھی تھی جن کا شمار نہیں کر سکتے اور کتب رجال اور علما شیعہ کی فہرستوں میں مسطور و مذکور ہیں یہ سب شیعوں کے رئیس تھے ان لوگوں نے فقہ، حدیث و کلام میں کتابیں تصنیف کر کے تمام مسائل کو جمع کیا ہے۔ ان میں ہر ایک شخص بہت سے شاگرد اور پیرو رکھتا تھا یہ لوگ ائمہ طاہرین کی خدمت میں ہمیشہ حاضر ہو کر حدیثیں سنتے تھے۔ پھر ملک عراق اور تمام شہروں کی طرف مراجعت کر کے ان حدیثوں کو اپنی کتابوں میں ثبت کرتے تھے۔ یہ لوگ ائمہ طاہرین سے روایت کرتے اور بزرگوں کے معجزات منتشر کرتے تھے، ان لوگوں کا اختصاص ائمہ طاہرین کے ساتھ معلوم و متحقق ہے جیسا کہ ابوحنیفہ کے ساتھ ابو یوسف اور اس کے شاگردوں کا اور یہ بھی

تمام لوگوں کو معلوم ہے اور اس کوئی شک نہیں اگر ائمہ طاہرین ان کے اقوال واحوال سے مطلع تھے۔

پس ان لوگوں کی حالت دو صورتوں سے خالی نہیں ہے۔ یعنی یہ لوگ مذہب شیعہ سے جن امور کی نسبت ائمہ طاہرین سے دیتے ہیں۔ ان میں راست گو اور محقق ہیں۔ یا دروغ گو اور مبطل اگر ان امور میں صادق ہیں۔ جن کی نسبت ائمہ طاہرین سے کرتے ہیں (یعنی دعویٰ امامت، ان بزرگواروں پر نص کا صادر ہونا ان بزرگوں کے معجزات، ان کے مخالفوں کا کفر وفسق، پس یہ تمام امور حق اور ثابت ہیں اور اگر دروغ کہتے ہیں تو پھر ائمہ باوجودیکہ ان کے اقوال واحوال سے آگاہ تھے کس لیے ان سے بیزاری طلب نہ کرتے تھے۔ اور ان کا کذب وبطلان ظاہر نہ کر دیا۔ جیسا ابو الخطاب ومغیرہ بن شعبہ اور تمام غالیوں اور اہل ضلالت کے مذاہب باطلہ سے بیزاری طلب کرتے تھے۔ اگر دیدہ ودانستہ اغماض کر کے ان کے مذاہب باطلہ کے اقوال وافعال کو بہتر کہتے تھے پس العیاذ باللہ خود بھی اہل ضلالت سے قرار پائیں۔ (ختم ہوئی عبارت)

اس عبارت سے موٹے چار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

ف ۱:۔ یہ کہ مذہب شیعہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا نہ ہی یہ مذہب نبی کریم ﷺ سے ماخوذ ہے اور نہ ہی اس مذہب کا واسطہ نبی کریم ﷺ سے ہے البتہ اس مذہب کی نسبت ائمہ کی طرف کی گئی ہے مگر وہ دیکھا جائے گا۔

ف ۲:۔ یہ کہ اس مذہب کا کوئی راوی عرب کا اور خاص کر مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کا نہیں ملتا۔ تمام راوی عراق وایران کے ہیں۔ جو ملک کہ خلفائے ثلاثہ اور اسلام کے

بدترین دشمن تھے اور جن کو ملک کا بیر تھا۔

ف۳ :۔ یہ کہ اگر جماعت کاذب ثابت ہو جائے تو مذہب شیعہ باطل ہے۔

ف۴ :۔ یہ کہ اگر یہ باطل پہ ہے اور ائمہ نے ان سے بیزاری نہ حاصل کی ہو، تو خود ائمہ معاذ اللہ بے دین ثابت ہو جائیں گے کیا جن لوگوں کو ائمہ کرام نے خالی نکال نہیں دیا، بلکہ ملعون و کافر قرار دیا تھا ان کو شیعہ نے پیشوائی سے معزول کیا ہے کیا ان کی مروی حدیثیں کتابوں سے نکال دی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جن کو ائمہ کرام نے کافر و ملعون قرار دیکر نکالا ہے، اگر شیعہ کو وہ آگے معلوم نہ تھے تو اب میں بتاتا ہوں، آپ ہی برائے خدا ان کی مروی حدیثیں شیعہ اپنی کتب سے نکال ڈالیں۔

لو! سب سے اول زرارہ جو سبائی کمیٹی کا صدر اعظم ہے جس پر نصف مذہب شیعہ کی مدار ہے جس کے ہزاروں شاگرد تھے۔ رجال کشی کے صفحہ ۹۵ میں ہے کہ یہ امام جعفر سے کم نہ تھا۔

قال اصحاب زرارة من ادرك زرارة بن اعين فقد ادرك ابا عبد الله عليه السلام۔

زرارہ کے شاگردوں نے فرمایا جس شخص نے زرارہ کو پایا پس تحقیق اس نے امام جعفر کو پالیا۔

فائدہ : خلاصہ یہ کہ امام کا ہم پلہ تھا علم وغیرہ میں رجال کشی صفحہ ۱۰۳ پر ہے۔

عن جميل بن دراج قال ما رايت رجلا مثل زرارة بن اعين انا كنا نختلف اليه فما كنا حوله الا بمنزلة الصبيان في الكتاب حول المعلم

جمیل بن دراج کا بیان ہے کہ میں نے کوئی آدمی مثل زرارہ کے نہیں پایا ہم اس کے حلقہ تعلیم میں بچوں کی طرح ہوتے تھے جیسا معلم کے گرد اگرد ہوتے ہیں۔

اسی رجال کشی صفحہ ۹۰ و ۹۱ پر ابی عبداللہ سے ہے۔

يقول عبد الله ما اجد احدًا احياذ كرنا واحاديث ابي عليه السلام الازرارة وابو بصير ليث المرادي ومحمد بن مسلم وبريد بن معاوية العجلي ولولا هؤلاء ما كان احد يستنبط هذا هؤلاء حفاظ الدين وامناء ابي عليه السلام على حلال الله وحرامه۔

امام جعفر فرماتے ہیں کہ میں کسی ایک کو نہیں پاتا کہ اس نے ہمارا ذکر یا احادیث میرے والد کی زندہ کی ہوں۔ سوائے زرارہ، ابو بصیر، محمد بن مسلم اور یزید بن معاویہ کے اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو کوئی ایک بھی نہ تھا کہ اس علم کا استنباط کرتا۔ یہ لوگ دین کے محافظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کے امین ہیں۔

فائدہ:۔ امام جعفر صادق کے قول کے مطابق معلوم ہوا کہ جس قدر امامت کا ذکر یا معجزات ائمہ کا ذکر یا حدیثیں، یا حرام و حلال کا ذکر زندہ رہا اور حدیثیں منقول ہیں، سب ان ہی کی روایت شدہ ہیں۔ نہ غیر سے اگر غیر سے ہیں تو بہت کم، اور پھر غیر ان کا ہی شاگرد ہوگا یا شاگرد کا شاگرد ہوگا۔

خلاصہ:۔ یہ کہ شیعہ کا دین ان ہی حضرات سے منقول ہے یہ چار ستون ہیں۔ مذہب شیعہ کی سطح انہی پر استوار ہے زرارہ کے بعد ابو بصیر کا نمبر ہے پھر محمد بن مسلم کا اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا امام نے ان چاروں کو جن پر مذہب شیعہ کی سطح استوار ہے نکالا تھا یا نہ؟

حق الیقین اردو کے صفحہ ۲۲۷ پر ہے۔ کہ زرارہ و ابوبصیر باجماع امامیہ گمراہ ہیں، عبارت یہ ہے۔

"یہ حکم ایسی جماعت کے حق میں ہے جن کی ضلالت پر صحابہ کا اجماع ہے جیساکہ زرارہ و ابوبصیر"

رجال کشی کے صفحہ ۱۰۷ پر زرارہ کے حق میں امام جعفر کا فتویٰ۔

قال نعم زرارۃ شر من الیھود والنصاریٰ و من قال ان مع اللہ ثالث ثلاثۃ۔

امام نے فرمایا، ہاں زرارہ بُرا ہے یہود و نصاریٰ اور تین خدا ماننے والوں سے بھی۔

اسی رجال کشی کے صفحہ ۱۰۰ پر امام جعفر کا فتویٰ۔

فقال لعن اللہ زرارۃ لعن اللہ زرارۃ لعن اللہ زرارۃ۔

امام نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے زرارہ پر، یہ لفظ تین بار فرماتے۔

پھر زرارہ نے امام کو اس لعنت کا جواب دیا رجال کشی صفحہ ۱۰۶

فلما خرجت ضرت فی لحیتہ فقلت لا یفلح ابدا

پس جواب میں امام سے باہر آنے لگا تو میں نے امام کی ڈاڑھی میں پاد مارا اور میں نے کہا کہ امام کبھی نجات نہ پائے گا۔

اب سبائی کمیٹی کے پریذیڈنٹ ابوبصیر کا نمبر ہے۔ اس نے امام کی توہین کی تھی۔ کہ امام کو طماع دنیادار کہا۔

رجال کشی صفحہ ۱۱۶ پر ہے۔

قال جلس ابو بصیر علی باب ابی عبد اللہ علیہ السلام لیطلب

الاذن فلم یؤذن له فقال لوکان معنا طبق لاذن قال فجاء کلب فشغر فی وجه ابی بصیر۔

راوی کا بیان ہے کہ ابو بصیر امام جعفر کے دروازہ پر بیٹھا تھا کہ اس کو اندر جانے کی اجازت دی جائے مگر امام نے اجازت نہ دی تو ابو بصیر نے کہا کہ اگر میرے پاس کوئی طبق ہوتا تو اجازت مل جاتی، پس کُتا آیا اور اس نے ابو بصیر کے منہ میں پیشاب کر دیا۔

نوٹ:۔ یہ ابو بصیر اندھا تھا اور کوفہ کا تھا۔

فرمایئے مجلسی صاحب! کیا زرارہ اور ابو بصیر جن کی روایات پہ مذہب شیعہ کی مدار ہے، آپ نے ان کو اپنی پیشوائی سے معزول کیا؟ جب کہ امام نے ان پہ گمراہی اور کفر کا فتویٰ دیا اور تمام مذہب کے علماء کا ان کی گمراہی پر بھی ہے۔ اگر پہلے یاد نہ تھا تو اب وہ تمام حدیثیں جو ان سے مروی ہیں نکال دو مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا ان کی روایات نکال دیں تو پھر باقی مذہب کی سطح ہوا پہ رہ جائے گی۔ کیونکہ تین حصّے دین ان سے مروی ہے۔

اب محمد بن مسلم کا حال حسب ذیل ہے۔ رجال کشی کے صفحہ ۱۰۱ پہ ہے کہ محمد بن مسلم کو صرف دو اماموں سے چھیالیس ہزار حدیث یاد تھی۔

عن محمد بن مسلم قال ما شجن فی رائی شئ قط الا سئلت عنه ابا جعفر علیه السلام حتی سئلت عن ثلثین الف حدیث وسالت ابا عبد الله علیه السلام عن ستة عشر الف حدیث۔

محمد بن مسلم بیان کرتا ہے کہ میرے دل میں کوئی چیز کبھی نہیں کھٹکی۔ مگر میں نے اس کا سوال امام باقر سے نہ کیا ہو اور امام باقر سے میں نے تیس ہزار حدیث تعلیم پائی اور امام جعفر

سے سولہ ہزار حدیث تعلیم پائی۔

اور رجال کشی کے صفحہ ۱۱۳ پر محمد بن مسلم کے بارہ میں امام جعفر کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے

عن مفضل بن عمر قال سمعت ابا عبد الله يقول لعن الله محمد بن مسلم كان يقول ان الله لا يعلم شيئا حتى يكون۔

مفضل بن عمر بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ محمد بن مسلم پر لعنت کرے کہ یہ ملعون خدا کو جاہل کہتا ہے کہ جب تک چیز پیدا نہ ہو جائے خدا نہیں جانتا۔

اب برید بن معاویہ کا حال حسب ذیل ہے۔

رجال کشی کے صفحہ ۹۹ پر ابی یسار امام جعفر سے بیان کرتا ہے۔

قال سمعت ابا عبد الله يقول لعن الله بريده ولعن الله زرارة

ابی یسار بیان کرتا ہے امام جعفر نے فرمایا خدا کی لعنت ہو بریدہ پر اور زرارہ پر

فائدہ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ زرارہ سے امام کو بہت پیار تھا۔ اس کو عطیہ لعنت کے ساتھ یاد فرماتے ہیں۔

اے اہل اسلام! اللہ انصاف سے بتاؤ! کہ مذہب شیعہ کے یہی چار ستون تھے جن پر چھت استوار تھی جب یہ چاروں ستون لعنت کی دیمک کی وجہ سے گر گئے تو فرمایئے کہ اب مذہب کی سطح کس چیز پر کھڑی ہو گی؟

اے علماء شیعہ صرف چھیالیس ہزار حدیث محمد بن مسلم ملعون کی جو آپ کی کتابوں میں درج ہے۔ برائے خدا اسی کو نکال کر دیکھنا کہ باقی مذہب شیعہ میں کیا رہ جاتا ہے؟ اور پھر زرارہ کو بمعہ اس کے شاگردوں کے نکال کر مذہب شیعہ کا منہ شیشہ میں

دیکھیں کہ کیا خوب ہے۔

باقی ہشامین کا حال پہلے مذکور ہو چکا، کہ توحید باری کے قائل نہ تھے۔ اور اسی طرح مومن طاق اور میثمی وغیرہ۔ پھر یہی مومن طاق، فضیل، ابوبصیر اور ہشام اور یہ حضرات بمعہ کافی جماعت شیعہ کے امام جعفر کی وفات کے بعد گمراہ ہوگئے، اور خارجی مذہب کو پسند کر لیا تھا۔ اصول کافی صفحہ ۲۲۱ پر ہشام بن سالم سے روایت ہے

قال فخرجنا من عنده ضلالا لا یدری این نتوجه انا وابو جعفر الاحول فقعدنا فی المدینة باین حیاری لاندری الی این نتوجه ولا الی من نقصد یقول الی المرجیه الی القدریة الی الزیدیة الی المعتزلة الی الخوارج فنحن کذلك

ہشام بن سالم کہتا ہے کہ ہم امام کے لڑکے عبداللہ بن جعفر کے پاس سے گمراہ ہو کر نکلے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ کس طرح جائیں ہیں اور احول پس بیٹھ گئے مدینہ کی گلی میں روتے ہوتے حیران پریشان لاعلم تھے کس طرح جائیں اور کس کو اپنا مقصود بنائیں کیا ہم فرقہ مرجیہ کی طرف پلٹ جائیں، قدریہ کی طرف زیدیہ کی طرف، معتزلہ کی طرف، خارجی کی طرف، پس ہوگئے ہم خارجی۔

لو حضرت جی! امام جعفر کی موت نے تمام کو خارجی بنا کر مرتد کر دیا۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ امام کی حدیثیں ان کے پاس اس وقت کوئی موجود نہ تھیں جن پر عمل کر کے یقین حاصل کرتے کیا امام مر گیا تھا تو اس کی حدیث تو نہ مر گئی تھی۔ آگے عمران و بکیر جن کو مجلسی نے راوی لکھا۔ ان کا حال حسب ذیل ہے۔ کہ یہ دونوں زرارہ کے بھائی تھے زرارہ کے تین بھائی تھے دو مذکور اور تیسرا

عبدالملک، زرارہ کے دو لڑکے تھے حسن وحسین حمران کے دو لڑکے تھے۔ حمزہ اور محمد اور عبدالملک کا ایک لڑکا عرشین تھا اور بکیر کے پانچ تھے عبداللہ جہم، عبدالمجید، عبدالاعلیٰ اور عمر، اوران تمام کو آل اعین کہا جاتا ہے جیسا زرارہ بن اعین، ان تمام کو رجال کشی صفحہ ۱۰۲ پر یہود کی مثل لکھا ہے۔

باقی ہم کو کسی خاص خاص راوی کی جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں۔ جب ہم نقل کر چکے ہیں کہ امام جعفر صادق کے زمانہ تک امام جعفر کو کوئی آدمی مومن سوائے عبداللہ بن یعفور کے نہ ملا تھا۔ ابان بن تغلب بھی امام جعفر کا شاگرد تھا اور انہی کے زمانہ میں فوت ہوا۔

اب ذرا جابر، یزید اور جعفی محدث کا حال سنیں۔ رجال کشی صفحہ ۱۲۸۔

عن جابر بن یزید الجعفی قال حدثنی ابوجعفر بسبعین الف حدیث۔

جابر جعفی بیان کرتا ہے کہ میں نے امام باقر سے ستر ہزار حدیث تعلیم پائی۔

اور اسی رجال کشی کے صفحہ ۱۲۶ پر ہے۔

عن زرارۃ قال سئلت اباعبداللہ عن احادیث جابر فقال ماراتیہ عند ابی قط الامرۃ واحدۃ وما دخل علی قط۔

زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سوال کیا کہ جابر کی حدیث کے متعلق تو فرمایا کہ میرے باپ کے پاس صرف ایک دفعہ آیا تھا اور میرے پاس کبھی آیا بھی نہیں۔

فائدہ:۔ ستر ہزار حدیث کس سے لی تھی؟ جب امام نفی فرما رہے ہیں تو اے حضرات شیعہ اب ستر ہزار حدیث کو اپنی کتب سے نکال ڈالیں۔

اور یہ بھی فرمایئے! کہ آپ کے یہ راوی ائمہ سے حدیث نقل کرنے والے

صادق ہیں یا کاذب ؟ اگر صادق ہیں، تو پھر آپ کا مذہب حق بجانب اور اگر بقول مجلسی امام کی زبانی ان کا ملعون، کافر، یہودی، کاذب اور مفتری ہونا ثابت ہو چکا تو پھر تو مذہب شیعہ باطل ہوا ؟

تو خود انصاف کیجئے گا کہ صرف مرثیہ خوانی پر لوگوں کو خراب کر کے ان کی عاقبت برباد نہ کریں۔

پس مختتم بات یہ ہے، کہ اگر ان راویان مذہب شیعہ کو چشم بند کر کے صادق مان لیں، تو ائمہ کا مذہب و دین ایسا مشکل و مشتبہ ہو جاتا ہے کہ دنیا بھر کے شیعہ مل کر ان راویان کو کاذب مان لیں تو مذہب شیعہ دنیا میں ایک منٹ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ کیا خوب مذہب ہے جو لاعن و ملعون سے چل رہا ہے۔ ناظم صاحب فلک النجات نے انبیاء کی میراث کے بارے میں ابوالبختری پر جرح کی تھی، کہ یہ کذاب ہے، اس کے جواب میں میرے محبوب دوست پیر احمد شاہ صاحب نے جواب دیئے۔ جب وہ جواب ناچیز کے سامنے آئے، تو میں نے عرض کی، کہ شاہ صاحب! آپ نے جواب میں طول دیا ہے جواب بالکل مختصر ہے، کہ دنیا بھر کے شیعہ مل کر اپنا ایک ایسا راوی پیش کریں جو ثقہ اور صادق ہو۔

ابوالبختری بے چارہ نے شیعوں کی ایک ایک فریبانہ کہانی متقدمین شیعہ کی زبانی بیان کی، کہ شیعہ مذہب کن کن چالاکیوں اور فریب کاریوں سے دنیا میں پھیلا سنیوں میں سُنّی، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی بن کر مدرس رہے، کتب اہلِ سُنّت میں دست اندازی کی۔ اور موضوع روایات اہلِ سُنّت کی کتابوں میں درج کی گئیں نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین میں لکھا ہے۔

علماء شیعہ بعلت تمادی استیلائے اصحاب شقاق واستیلائے ارباب تغلب ونفاق ہموارہ درزاویہ تقیہ مخفی بودہ اند خود را شافعی یا حنفی نمودہ اند۔

علماء شیعہ بوجہ رہا ہو جانے زمانہ کے اور تسلط مخالفین وغلبہ متغلبین و منافقین کے ہمیشہ گوشۂ تقیہ میں چھپے رہے اور اپنے کو حنفی یا شافعی ظاہر کرتے تھے۔

اور علماء علی نے نہج الکرامہ میں فرمایا۔

کثیرا ما رایناَ من یتدین فی الباطن بدین الامامیۃ ویمنعہ من اظہارہ حب الدنیا وطلب الریاستہ وقد رءیت بعض ائمۃ الحنابلۃ یقول انی علی مذھب الامامیۃ فقلت لم تدرسین علی مذھب الحنابلۃ فقال لیس فی مذھبکم الغلات والمشاھرات وکان اکبر مدرس الشافعیہ فی زماننا حیث توفی اوصی ان یتولی امرہ فی غسلہ وتجھیزہ بعض الامامیہ وان تدفن فی مشھد مولانا الکاظم واشھد علیہ انہ کان علی مذھب الامامیۃ۔

ہم نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں، جو باطن میں مذہب شیعہ رکھتے تھے مگر بوجہ محبت دنیا و طلب ریاست کے اس کو ظاہر نہ کرتے تھے اور میں نے دیکھا بعض ائمہ حنبلیہ کو وہ کہتے تھے کہ ہم شیعہ ہیں میں نے ان سے کہا کہ پھر اب حنبلی مذہب کی تعلیم کیونکر دیتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ تمہارے مذہب میں آمدنی اور تنخواہ نہیں ہیں اور ہمارے زمانہ میں شافعیہ کا ایک مدرس اعلیٰ یعنی صدر مدرس تھا جب وہ مرنے لگا تو وصیت کی کہ میری تجہیز وتکفین کسی شیعہ کے سپرد کی جائے۔ اور ہم کو مشہد موسیٰ کاظم میں دفن کیا جائے اور لوگوں کو کہا کہ میں باطن میں شیعہ تھا۔

یہ فریب اس واسطے دیا کہ طلباء کو شیعہ بنانے کا یہی اچھا طریقہ ہے۔ اگر شیعہ کے

رنگ میں رنگے نہ گئے تو کم از کم بھگوڑے تو ضرور ہو جائیں گے۔

مجالس المؤمنین میں قاضی نور اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

بسیارے از اصحاب خود را دیدہ بودم کہ چوں استماع علم عامہ علم خاصہ کردند ہر دو را کہ باہم مخلوط کردند تا آنکہ حدیث عامہ را از خاصہ روایت نمودہ اند و روایت خاصہ از عامہ

میں نے بہت سے شیعہ کے اصحاب کو دیکھا کہ جب علم عامہ (سُنّی) اور خاصہ شیعہ کا علم حدیث حاصل کر لیا، تو دونوں کو ملا کر سُنیّوں کی حدیثوں کو شیعوں سے اور شیعوں کی حدیثوں کو سُنیّوں سے روایت کرتے تھے۔

اس تقیہ بازی کی وجہ سے ان علماء شیعہ کے ہاتھوں سُنیّوں کی کوئی کتاب نہ بچ سکی۔ آج جس قدر سُنّی کتب پر شیعہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور تمام روایتیں ان کی خودساختہ ہیں۔ ان تقیہ بازوں میں حسین بن روح سفیر ثالث امام غیب ہے جس کے متعلق فصل الخطاب صفحہ ۲۸ پر ہے۔

ورئیس ھذہ الطائفۃ الشیخ الذی ربما قیل بعصمتہ ابوالقاسم حسین بن روح۔

قائلین تحریف قرآن کی جماعت کا رئیس وہ شیخ جس کے بارہ میں بہت دفعہ معصوم ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے ابوالقاسم حسین بن روح ہے۔

اس نے اکیس برس امام اور شیعہ کے درمیان سفارت کی حق الیقین کے صـ۳۸۴ پر ہے۔

وہ اکیس برس سے زیادہ سفارت و نیابت میں مشغول رہا اور تمام شیعوں کا مرجع تھا۔ وہ اس طرح تقیہ کرتا تھا کہ اکثر سُنّی اس کو اپنے گروہ سے جانتے تھے اور

محبت کرتے تھے "

فائدہ:۔ یہ تو علماء معصومین کا حال تھا غیر کا کیا کہنا؟ شیعوں کے راویوں نے ہر موقعہ وہر محل کی حدیث گھڑلی جب کوئی سوال ہوا، کہ امام تو امامت سے انکار کرتے ہیں جیساکہ پہلے ذکر ہوچکا ہے تو ان پر زدوں نے جواب دیا کہ وہ تقیہ کرکے انکار کرتے تھے۔ ورنہ ان کا مذہب تو شیعہ ہی تھا۔ اور پھر اس پر سوال ہوا، کہ تقیہ تو صاف جھوٹ ہے، تو جواب دیا۔ (اصول کافی باب الثواب)

التقیۃ من دینی ومن دین ابائی لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔

کہ امام فرماتے ہیں کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے تقیہ میں تو بڑا ثواب ہے۔

پھر سوال ہوا کہ تم پھر اپنے مذہب کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے تو جواب دیا۔

(اصول کافی صفحہ ۴۸۵)

انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔

اے شیعو! تم ایسے دین پر ہو کہ اگر اس شیعہ دین کو چھپا رکھو گے تو تم کو خدا عزت بھی دے گا اور اگر ظاہر کروگے تو تم کو خدا ذلیل کرے گا۔ پس مذہب کو ظاہر نہ کرنا۔

کیا خوب دین ہے کہ جس کے چھپانے سے عزت اور ظاہر کرنے سے ذلت حاصل ہو، پس معلوم ہوا کہ خداتعالیٰ نے جو دین اپنے رسول کو دے کر مبعوث فرمایا وہ دین نہیں ورنہ اس کے ظاہر کرنے کا فوری حکم دیا تھا اور رسول نے آتے ہی ظاہر نے کا فوری حکم دیا تھا اور رسول نے آتے ہی ظاہر کر دیا مگر شیعہ دین کا چھپانا ہی فرض ہے۔

قال تعالیٰ۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔

خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت و دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔

فائدہ :۔ (لیظهره) کے لام کا تعلق اَرْسَلَ کے ساتھ ہے۔ یعنی جب بھیجا اُسی وقت دین ظاہر کیا اور شیعہ کا قرن اوّل میں نام تک بھی نہ تھا۔ اور اب تک اس کے چھپانے میں عزت ہے پھر جب کسی نے سوال کیا کہ لوگوں سے اس دین حق پر مناظرہ کیوں نہیں کرتے؟ تو فوراً گٹھالی میں ڈال کر حدیث بنالی کہ ائمہ نے فرمایا، مناظرہ نہ کرنا ورنہ شیعہ کے دل بیمار ہو جائیں گے۔ یعنی حق کا اظہار دل کی بیماری ہے۔

اصول کافی صفحہ ۴۸۱ پر امام جعفر سے :۔

لا تخاصموا بدینکم الناس فان المخاصمة ممرضة للقلب۔

لوگوں سے مناظرہ نہ کرنا، کیونکہ یہ مخاصمہ دل کو بیمار کر دیتا ہے۔

آج مولوی اسماعیل کو منع کریں۔ اس کا دل تو خدا جانے کیا ہو گا پھر کسی سنی نے سوال کیا کہ جب سنی مسلمان نہیں اور نہ صحابہ کرام تھے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے تیئیس سال نمازیں پڑھ کر کیوں ضائع کیں۔

جیسا کہ احتجاج مطبوعہ ایران صفحہ ۵۴ پر ہے۔

ثم قام و تهیاء وحضر المسجد وصلی خلف ابی بکر۔

پھر کھڑا ہو کر اور تیار ہو کر مسجد میں حاضر ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

توان چلتے پرزوں نے فوراً امام کی زبانی حدیث ڈھال لی۔ جیساکہ من یحضرہ الفقیہہ باب الجماعت میں امام جعفر سے روایت ہے کہ سُنی کے پیچھے نماز پڑھنے میں ثواب اتنا ثواب ہے کہ جتنا نبی کے پیچھے نماز پڑھنے میں ثواب ہے۔

وروی عنه حماد بن عثمان انه قال من صلی معهم فی صف الاول کان کمن صلی خلف رسول الله فی الصف الاول۔

حماد بن عثمان نے امام جعفر سے روایت کی ہے کہ فرمایا امام نے جس نے سنیوں کے ساتھ اول صف میں نماز پڑھی وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف اول میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی۔

سنیوں کا شان شیعوں کی زبانی قابل قدر ہے شاباش! شاباش!! الفضل ما شهدت به الاعداء۔ فضیلت وہی ہوتی ہے جس کی گواہی دشمن دے۔

اے شیعو! یہ فضیلت تو تم کو تقیہ کرکے سنیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی دولت ملی۔ اگر خالص سُنی ہوکر پڑھیں تو کتنی ہوگی۔؟

اگر ان پر سوال ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ میں تراویح جس کو تم حرام کہتے ہو اور متعہ جو صاف زنا ہے اس کو حلال کہتے ہو اور قرآن کو غیر معتبر و محرف و مبدول کہتے ہو۔ اگر یہ سچ تھا، تو حضرت علیؓ نے متعہ کو رواج کیوں نہ دیا؟ قرآن کو صحیح رائج کیوں نہ کیا؟ اور تراویح کیوں نہ مٹائی؟ وغیر ذالک تو یہ جواب دیتے ہیں جیساکہ احقاق میں نوراللہ نے دیا۔

والحاصل ان امر الخلافة ما وصل اليه الا بالاسم دون المعنى

اصل کلام یہ ہے کہ حضرت علی کو خلافت برائے نام ملی تھی۔

پھر جب ان سے سوال ہوتا ہے کہ تم اپنے ان پیش کردہ مسائل کو ائمہ کے پاس جا کر تصدیق کرا سکتے ہو، کہ امام معصومؑ ہوتا ہے مفترض الطاعت ہوتا ہے۔ اور خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا جو اصحاب ثلاثہ نے جبراً چھین لی وغیرہ ذالک تو فوراً حدیث بنا کر پیش کر دیتے ہیں کہ ہم تصدیق مسائل کی نہیں کرا سکتے ائمہ ہم کو تمام مسائل بطور تقیہ کے تنہائی میں بتاتے ہیں۔ جیساکہ فروع کافی باب المواریث مطبوعہ لکھنو جلد ۳ ص ۵۲ پہ زرارہ سے روایت ہے

دکانت ساعتی اننی کنت اخلوا بہ فیما بین الظھر والعصر و کنت اکرہ ان اسالہ الا خالیا خشیۃ ان یفتینی اجل ان یحصرہ بالتقیۃ۔

اور زرارہ کہتا ہے، میرے لیے ایک وقت نماز ظہر و عصر کے درمیان میں تھا سوائے تخلیہ کے میں مکروہ جانتا تھا سوال کرنا اس خوف سے کہ امام باقر مجھے فتویٰ دیدے لوگوں سامنے تقیہ کر کے۔

پھر جب ان پر سوال ہوتا ہے۔ کہ اگر حضرت علیؓ کے خلیفہ خدا و رسول ﷺ نے بنا کر اعلان کیا تھا تو یہ ایک پیشن گوئی تھی۔ جس کے غلط ہونے سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا اور رسول جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہ امر محال ہے تو جواب دیتے ہیں کہ خدا کو بدا ہو جاتا ہے بھول جاتا ہے۔ جب خدا بھول جاتا ہے تو رسول تو خود بھول جائے گا۔

اساس الاصول صفحہ ۲۱۹ پر ہے۔

اعلموا ان البداء لا یقول بہ احد لانہ یلزم منہ ان یتصف الباری تعالیٰ بالجھل کما لا یخفی۔

جان لو تم بہ تحقیق بدا کا کوئی قائل نہ ہو ورنہ لازم آئے گا کہ خدا تعالےٰ جاہل ہے۔

حضرات شیعہ بدا کا معنی الٹ پلٹ کرتے ہیں۔ مگر علامہ دلدار علی نے واضح کر دیا کہ بداء کا معنی جہالت ہے۔ شاباش حضرات شیعہ نے قرآن کو غیر معتبر و محرف بنایا، اصل قرآن کو غار میں چھپایا رسول کریم کی ختم نبوت کا انکار کر کے پھر ائمہ کو جھوٹا تقیہ باز بنایا آخر خدا کو بھی جہالت سے نہ بچایا۔ شاباش۔

تتمہ ایجادِ مذہبِ شیعہ

عرب خاص کر کے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ مرکز اسلام ہیں۔

پارہ نمبر ۱۳ سورۃ ابراہیم :۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ط ۔

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے اپنے پیغمبروں کو البتہ نکال دیں گے ہم تم کو اپنی زمین سے یا تو البتہ ضرور ضرور ہمارے دین میں لوٹ آؤ گے پس وحی کی ان پیغمبروں کی طرف ان کے رب نے کہ البتہ ضرور ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور البتہ ضرور تم ان کو کافروں کی زمین میں آباد کر دیں گے ان کے پیچھے یہ حکم و انعام اس کے لیے ہے جو میرے پاس آنے ڈرتا ہے اور ڈرتا ہے میرے عذاب سے ۔

فائدہ :۔ قرآن کی اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ایک قانون بیان فرمایا ہے کہ جس سرزمین میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں وہ زمین مرکز اسلام ہوتی ہے۔ گو کسی وقت کیلئے عارضی طور پر انبیاء کو کفار نکال بھی دیتے ہیں مگر آخر وہ مرکز اسلام ضرور ہی انبیاء کے قبضہ میں دیا جاتا ہے جیسا کہ فرعون کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو جگہ دی۔

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِیٓ اِسْرَآئِیْلَ اسْکُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِکُمْ لَفِیْفًا۔

اور فرمایا ہم نے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم زمین میں پس جب وعدہ آخرت کا آیا تو ہم تم کو جمع کر کے لائیں گے۔

اس آیت سے بھی اظہر من الشمس اور روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ جس ملک میں انبیاء پیدا ہو کر مبعوث ہوتے ہیں، وہ ملک انبیاء و متبعین انبیاء کو بعد ہلاکت کفار کے ضروری دیا جاتا ہے۔ جیسا پہلی آیت ہلاکت ظالمین اور سکونت مومنین سے واضح ہے جیسا اس سے ثابت ہوگیا کہ مرکز اسلام میں کفار کی سکونت امر محال ہے بلکہ اس مرکز سے کفار کو ضروری نکالا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسجد حرام سے قطعی ممانعت کر دی گئی، سکونت تو درکنار، دخول مسجد سے بھی منع فرما دیا۔ قال تعالیٰ۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔

مشرک پلید ہیں مسجد حرام کے نزدیک اس سال کے بعد نہ آئیں۔

مسجد حرام مکہ مکرمہ ہے لہذا مکہ شریف کے متولی اور وارث ہونا تو درکنار مکہ کے قریب آنا بھی منع فرمایا۔

قال تعالیٰ :۔

وَمَا کَانُوْٓا اَوْلِیَآءَهٗ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ط۔

مشرکین مکہ مسجد حرام کے متولی نہیں بلکہ متولی متقی پرہیزگار ہیں۔

قال تعالیٰ :۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ ۔

اللہ نے بنایا خانہ کعبہ کو گھر عزّت والا ۔

مکہ مکرمہ بھی حرم اور مدینہ طیبہ بھی حرم، اور دونوں مرکز اسلام ہیں اسی وجہ سے مرکز اسلام کو خدا تعالیٰ نے اسلام کے لیے مخصوص فرما دیا کوئی مشرک کوئی یہودی، کوئی کافر عیسائی مرکزِ اسلام میں اس کا وارث بن کر نہیں رہ سکتا جو کوئی عیسائی یہودی تھے ۔ وہ سب نکال دیئے گئے ۔ اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ۔

لن یجتمع بجزیرۃ العرب دینان ۔

جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے کہ اسلام کے مرکز میں کفر بھی موجود ہو ۔

اور یہ ظاہر بات ہے جس کو تمام دنیا جانتی ہے کہ کوئی مذہب کوئی دین یا کوئی قوم قطعاً زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کی دینی مرکزی کوئی درسگاہ نہ ہو کوئی تعلیم و علم باقی نہیں رہ سکتا ۔

جب تک کوئی ارضی مرکز نہ ہو جس میں درس و تدریس جاری ہو کوئی دریا جاری نہیں ہوتا جب تک اس کا سرچشمہ سے لگاؤ نہ ہو، کوئی نہر جاری نہ ہو جس کا تعلق دریا سے نہ ہو، کسی کنوئیں یا چشمہ سے پانی جاری نہ ہو گا ۔ جب تک اس پانی کا چشمہ سے یا خود کنوئیں سے لگاؤ نہ ہو ۔ کوئی بجلی روشنی نہ دے گی جب تک اس کا تعلق مرکز سے نہ ہو اسی طرح سورج چاند چل رہے ہیں مگر ان کو بھی اپنے مرکز سے تعلق ہے ۔ قال تعالیٰ ۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۔

سورج اور چاند کو کام میں لگایا ایک ایک وقت تک گردش کر رہا ہے تدبیر کرتا ہے کام کی تفصیل سے بیان کرتا ہے نشانیاں اگر تم ساتھ ملاقات رب اپنے کے یقین کرو۔

پس ثابت ہو گیا، کہ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب تک اس کا کوئی مرکز نہ ہو۔ ورنہ وہ قوم ایک بھیڑوں کا ریوڑ ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں یا جیسا بازاروں میں کافی مخلوق ہوتی ہے، کہ ان کا اس جماعت سے لگاؤ نہیں جو مسجد میں نماز کی جماعت ہو رہی کہ اس مرکز کا وہ امام ہے جس سے اس جماعت کو لگاؤ ہے۔

پس اس سے سمجھ لو کہ اگر دریا پلید ہے تو نہر پلید اگر کنواں پلید ہے تو تمام پانی پلید بجلی کا مرکز پاور ہاؤس، خراب ہے تو بجلی بند روشنی بھی بند اگر مکّہ مکرّمہ و مدینہ طیّبہ میں جب کفر چھا گیا تو اسلام رخصت و نابود۔ تمام ممالک اسلامیہ کا مرکز مکّہ معظمہ و مدینہ منورہ ہے۔ یہی دینی درس گاہ ہے یہی ایمانی درس گاہ ہے یہی تعلیم و تدریس کی درس گاہ ہے اور سرچشمۂ ایمان و اسلام ہے۔ اسی جگہ سے اسلام پھوٹا اور دنیا میں پھیلا۔ تمام دنیا نے اس جگہ سے ایمان و اسلام و علم حاصل کیا، اسلام کے فدایان کا وطن اور جائے پیدائش مکّہ مکرّمہ و مدینہ منورہ ہے۔ قرآن عربی، نبی عربی اسلام عربی اور دین و مذہب عربی ہے۔ قرآن اسلام اور نبی کریم ﷺ نہ فارسی نہ ایرانی نہ عراقی اور نہ یمنی ہے۔ پس جس دین کا جس مذہب کا تعلق مرکز سے نہیں ہے وہ دین، دین نہیں وہ مذہب، مذہب نہیں بلکہ وہ ایک جسم ہے جس میں روح نہیں وہ مردہ ہے اس میں جان نہیں، پھل پھول اسی بوٹے کو لگتا ہے جس کا تنا مضبوط و محفوظ ہو۔ جس درخت کی جڑیں کاٹی گئی ہوں وہ درخت پھل نہیں دیتا

جو مذہب اپنے مرکز سے نہیں چلتا وہ یقیناً قابلِ پھل نہ ہو گا نہ اس سے ثواب حاصل ہو گا خواہ کتنا شاق عمل کرے۔ مذہب وہی ہے جس کا تعلق مرکز یعنی مکہ شریف و مدینہ منورہ سے ہے۔ قال تعالےٰ۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ۔

اللہ نے بنایا خانہ کعبہ کو گھر عزت والا لوگوں کے قیام کے لیے۔

اس آیت میں کعبہ کو تمام دنیا کی قیام گاہ اور تمام جہان کا سہارا فرمایا۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔

اور جب کہ ہم نے کعبہ کو عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا لوگوں کے لیے۔

اس آیت میں کعبہ کو تمام اسلام کی عبادت گاہ، ثواب گاہ اور روحانی مرکز فرما کر واضح کر دیا۔

کیونکہ عبادت میں ثواب اسی وقت تک ہو گا جب تک اس عبادت کا دینی مرکز سے لگاؤ ہو۔ ورنہ بجائے ثواب کے عذاب ہو گا۔ کیونکہ اس عبادت کو دینی معبد خانہ سے لگاؤ نہیں۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

اس آیت میں فرمایا کہ تمام مسلمانوں کے ٹوٹے پھوٹے دلوں کی تسکین، جلے دلوں کے لیے آب حیات اور غم زدوں کے لیے فرحت و شادمانی ہے اس کے ساتھ تعلق رکھنے والا دنیا و آخرت میں مامون و محفوظ ہو گا۔

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى

كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔

اس آیت میں فرمایا مسلمانوں کا مذہب نہیں کہ کسی وقت بھی اپنی مذہبی درگاہ روحانی غذا کو بھول جائے بلکہ ہمیشہ اس کی طرف آئیں دور سے دور راستہ سے بھی۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ

ان آیتوں میں فرمایا، مسلمانوں کا فرض ہے، کہ وہ ہمیشہ اس ایمانی روحانی درسگاہ سے وابستہ رہیں۔ خالی اپنی جانوں کو نہیں بلکہ دلوں کو بھی اسی سے وابستہ رکھیں۔ اسی وجہ سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلوں کیلئے دُعا کی طلب کی تھی کہ بارخدایا لوگوں کے دلوں کو مکہ کے متولیوں کی طرف جُھکا دے۔

چونکہ اسلامی دارالامان و دارالخلافت عرب و مکہ و مدینہ طیبہ ہیں، دارالخلافت کی حفاظت خود بادشاہ تمام ممالک سے بڑھ کر کرتا ہے، کوئی دشمن اس پر قابو نہ پائے۔ کیونکہ اگر دارالخلافت دشمن کے قبضہ میں آجائے تو حکومت گئی۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک عرب میں خاص کر خانہ کعبہ و مدینہ طیبہ پر قابض و متولی اہلِ سُنت ہی آرہے ہیں۔ اور صحابہؓ کے مذہب پر بھی اہل سُنت والجماعت ہیں۔ کسی خارجی، رافضی اور مرزائی کو ان مقدس مقامات پر خدا تعالیٰ نے قدم نہیں رکھنے دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی دارالخلافت اور اسلامی حکومت کے وارث و حاکم اہل سنت والجماعت ہی ہیں۔

اگر صحابہ کرامؓ اہل سنت والجماعت حق پہ نہ ہوتے، تو یقیناً اُن سے بادشاہ اعلیٰ اور احکم الحاکمین یہ حکومت چھین لیتے۔ اور دارالخلافت سے نکال دیتے اور اس اسلامی تخت پہ اپنے وعدہ کے مطابق کسی اپنے خاص بندے کو بیٹھاتے۔

پس معلوم ہُوا کہ سُنی مذہب حق ہے اور شیعہ وغیرہ باطل پہ ہیں۔ ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم — جفت خوش حالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من — از درونِ من نہ جست اسرار من
سرِّ من از نالۂ من دور نیست — لیک کس را گوش آں منظور نیست

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الدَّاعی اِلَی الخَیر

احقر: اللہ یار خان سکنہ چکڑالہ ڈاکخانہ خاص ضلع میانوالی۔